يد الله على الجماعة ترمذی لا جماعة الا بامارة دارمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# ہفت روزہ تنظیم اہلِ حدیث لاہور

جماعت اہل حدیث کا خصوصی ترجمان

بانی: مجتہد العصر مفتی دوراں حضرۃ العلام محدث حافظ محمد عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ

بیادِ: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ

حافظ محمد جاوید روپڑی رحمہ اللہ

نگران اعلیٰ: صاحبزادہ عارف سلمان روپڑی

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی

جلد 58 | شمارہ 12 | جمعۃ المبارک 28 مارچ تا 3 اپریل 2014ء | فون 042-37656730 | فیکس 042-37659847


## رحمت

یہ دنیا درحقیقت ''رحمت اور''لعنت'' کے ایک مربوط نظام پر مبنی ہے۔رحمت اور لعنت اللہ رب العزت کے دو متضاد جذبے ہیں جبکہ لعنت ،رحمت سے محروم کردیے جانے کا نام ہے۔جب کسی انسان کے لیے اللہ کا جذبہ رحمت خاص ہوتا ہے تو اس کے لیے لطف وکرم ،مہربانی ،عفوودرگزر ،بخشش اور عطا کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دنیا کی ہر نعمت اس بندے کو نہ صرف دنیوی منفعت کا فیض پہنچاتی ہے بلکہ انہی نعمتوں کا فیض اس کی اُخروی فلاح کا باعث بن جاتا ہے۔اگر اس کے برعکس کوئی انسان اپنی باطل پرستی اور فسق وفجور کے سبب رحمت الٰہیہ سے دور ہوکر لعنت میں مبتلا ہوجائے تو دنیا کی ہر شئے اس کے لیے متاع غرور یعنی دھوکے کا سامان بن کر اس کے لیے ذلت ورسوائی کے دروازے کھول دیتی ہے۔

ایسا انسان جس کے لیے اللہ ذوالجلال اپنی بے پایاں رحمت کے دروازے کھول دے تو وہ سب سے پہلے اپنے دل سے لالچ ،خودغرضی ،حسد وبغض سے کوسوں دور ہو جاتا ہے اور وہ اپنا مال عیش ونشاط میں نہیں بلکہ ہمیشہ یتیموں ،مسکینوں اور بیواؤں کی کفالت کر کے جنت میں امام کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمدوش ہونے کا آرزومند رہتا ہے ،الغرض اس کا مال دنیا میں ''قہاری و غفاری وقدوسی وجبروت'' جیسے اوصاف عطا کر کے اسے کردار وگفتار میں اللہ کی برہان بنا دیتا ہے۔اس کے برعکس رحمت سے دھتکارا ہوا انسان شیطانی چنگل میں پھنس جاتا ہے اور نفسانی خواہشات اُسے لذات دنیا کا گرویدہ بنا دیتی ہیں یہاں تک کہ وہ نفس پرستی کے جنون میں آخرت کو بھول کر دنیاوی عیش وعشرت کا دوام ڈھونڈنے لگتا ہے ،جو کھلی گمراہی ہے اور گمراہی کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

درس حدیث

حافظ عبدالوحید روپڑی (سرپرست جماعت اہلحدیث)

# حصول امن کے سنہری اصول بزبان رسول مقبول

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا وَخِیَارُکُمْ خِیَارُکُمْ لِنِسَآئِھِمْ خُلُقًا ''حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب مومنوں میں سے کامل ترین ایمان والے وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہوں اور تم میں سے اچھے وہ ہیں جو اپنی بیویوں سے اچھا برتاؤ کریں'' [ترمذی کتاب الرضاعة باب ماقی حق المرأة علی زوجها جزء4ص 411رقم الحدیث: 1162]

انسانی معاشرہ کو پرامن بنانے کے لیے اسلام نے مختلف چیزیں بتلائی ہیں ان میں سے ایک مضبوط اور مربوط خاندانی نظام ہے یہ نظام جس قدر مضبوط ہوگا اسی قدر جرائم میں کمی اور جرائم پیشہ افراد کی حوصلہ شکنی ہوگی۔ اس نظام کو مربوط اور مضبوط کرنے کے لیے مرد اور عورت کو نکاح کے بندھن میں باندھ کر ہر ایک کے حقوق متعین کرتے ہوئے فریقین کو اپنے حقوق کی ادائیگی کا پابند کیا ہے۔ کیونکہ حقوق کی ادائیگی سے یہ نظام مضبوط اور عدم ادائیگی سے غیر مربوط ہو کر آہستہ آہستہ ختم ہو جاتا ہے جس سے حصول امن کا مقصد بھی فوت ہو جاتا ہے۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں کامل ترین ایمان والا وہ شخص ہے جس کا اخلاق اچھا ہو کیونکہ اخلاق ایک ایسا جامع لفظ ہے جس میں حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں آجاتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم حقوق العباد کا تذکرہ کرتے ہوئے بیویوں کے حقوق کی ادائیگی کا مختلف اوقات میں حکم دیا کرتے اور یہی چیز قیام امن میں معاون ثابت ہوتی ہے جس معاشرہ میں ان حقوق کا استحصال ہو اس معاشرہ کو پرامن نہیں کہا جاسکتا۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیوی کے ساتھ حسن سلوک (اس کے حقوق پورے) کرنے والے شخص کو بہترین انسان قرار دیا ہے۔ اسی طرح شریعت مطہرہ نے خاوند کے ذمہ بیوی کے مختلف حقوق بتلائے ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں کہ خاوند بیوی کا حق مہر ادا کرے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِھِنَّ نِحْلَةً﴾ تم عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دو۔ [الآیۃ: پ4]

اس حق (مہر) کی عدم ادائیگی کو ایک سنگین جرم بتلایا گیا ہے جس کا اندازہ اس فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لگایا جاسکتا ہے جو شخص کسی سے کم یا زیادہ حق مہر پر شادی کرے اور اس کے دل میں اسے ادا کرنے کا خیال ہی نہ ہو تو وہ اس عورت سے دھوکہ کرتا ہے اگر اسی حالت میں اس پر موت آگئی اس نے مہر ادا نہیں کیا تھا لَقِیَ اللّٰہَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَھُوَ زَانٍ۔ قیامت کے دن وہ اللہ تعالی کے ہاں زانی ہوگا۔ [صحیح الترغیب والترھیب کتاب البیوع باب الترھیب من الدین ج 2ص 352رقم الحدیث: 1807] خاوند کے ذمہ بیوی کا دوسرا حق یہ ہے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق اُس کے نان ونفقہ کا (بخوشی) انتظام کرے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: وَلَھُنَّ عَلَیْکُمْ رِزْقُھُنَّ وَکِسْوَتُھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ''خاوندوں پر بیویوں کا نان ونفقہ معروف طریقہ سے فرض ہے۔'' [مسلم کتاب الحج باب حج النبی ج4 جزء8 ص164 رقم الحدیث: 1218]

[بقیہ ص:14]

جماعت اہلحدیث کی خصوصی ترجمان
ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور
مدیر انتظامی: حافظ عبدالوہاب روپڑی فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ

## مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی: حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر: حافظ عبدالجبار مدنی
نائب مدیر: مولانا عبداللطیف حلیم
مینیجر: حافظ عبدالظاہر 0300-8001913
Abdulzahir143@yahoo.com
کمپوزنگ: وقار عظیم بھٹی 0300-4184081

## فہرست

| | |
|---|---|
| درس حدیث | 1 |
| اداریہ | 2 |
| الاستفتاء | 5 |
| تفسیر سورۃ الانعام | 6 |
| موجودہ زمانے میں...... | 9 |
| شرعی وخود ساختہ نظام عدل | 15 |

## زر تعاون

فی پرچہ......10 روپے
سالانہ......500 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

## مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمن گلی نمبر 5 چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

# کاروائی سالانہ اجلاس مجلس عاملہ وشوریٰ جماعت اہلحدیث

مورخہ 23 مارچ 2014 بروز اتوار صبح 9 بجے حضرت الامیر حافظ عبدالغفار روپڑی حفظہ اللہ نے جماعت اہلحدیث کی مرکزی عاملہ اور شوریٰ کا مشترکہ اجلاس جامعہ اہلحدیث لاہور میں طلب فرمایا تھا۔ اتفاقاً اس روز ملک کے اطراف واکناف میں بارش کا سلسلہ شروع ہو گیا جس کی بنا پر اجلاس ساڑھے دس بجے تک شروع نہ ہو سکا۔ ویسے دور دراز سے اراکین ایک دن پہلے ہی آنا شروع ہو چکے تھے۔ شہادت طور، قاری فیاض احمد، حافظ امتیاز احمد، قاری عبدالظاہر، وقار عظیم بھٹی اجلاس کی تیاری اور مہمانوں کی خاطر مدارت کی ذمہ داری پر مامور تھے۔ ان حضرات نے اپنی ڈیوٹی پورے اخلاص اور تندہی سے ادا کی، کانفرنس ہال کو خیر مقدمی بینروں سے سجایا گیا تھا۔ لائٹنگ، ساؤنڈ اور ویڈیو کوریج کا بہت معیاری انتظام تھا۔ مہمانانِ اعزاز کے لیے سٹیج پر اور کارکنان کے لیے سامنے پورے ہال میں کرسیوں سے بھر دیا گیا تھا، خیال تھا کہ موسم کی خرابی کی وجہ سے آج اتنا بڑا ہال حاضرین سے نہیں بھر سکے گا، باہر سے آنے والے مہمانوں کے لیے صبح ناشتے کا بہترین انتظام تھا۔ ساڑھے دس بجے حضرت الامیر کی رفاقت میں عہدیداران اراکین عاملہ وشوریٰ ہال میں داخل ہوئے، مولانا جابر حسین مدنی نائب ناظم مرکزیہ نے کاروائی کا آغاز کرنے کے لیے مائیک سنبھالا اور انہوں نے بڑے خوبصورت انداز میں آنے والے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور تلاوت قرآن مجید سے کاروائی کا آغاز کیا، اولاً یہ سعادت حضرت الامیر کے صاحبزادے عبداللہ روپڑی کے حصے میں آئی۔ اُس کے بعد ملتان سے آئے ہوئے قاری محمد اشفاق نے بڑے پرسوز انداز میں تلاوت قرآن مجید فرمائی۔ جماعت کے بزرگ قاری عزیر حفظہ اللہ بھی تشریف فرما تھے تو سامعین کی دلی خواہش تھی کہ ان سے بھی قرآن مجید سنا جائے۔ چنانچہ ان کی خدمت میں درخواست کی گئی اور انہوں نے اپنے مخصوص لہجے میں نور قرآنی کی کرنوں سے محفل کو منور کیا۔

تلاوت قرآنی کے بعد راقم الحروف نے اجلاس کی غرض وغایت بیان کی کہ ایک سال کے بعد اجلاس اس لیے طلب کیا جاتا ہے کہ ہم سال بھر کا جائزہ لیں۔ کس قدر تنظیمی اور تبلیغی کام ہوا ہے کہاں کہاں کام میں کمزوری واقع ہوئی ہے اور آئندہ کام کی رفتار کو کیسے بڑھایا جا سکتا ہے۔

سب سے پہلے اسلام آباد سے آئے ہوئے رکن جناب خالد سیف اللہ کو دعوت خطاب دی گئی انھوں نے انکشاف کیا کہ حضرت الامیر کی خصوصی توجہ سے اسلام آباد میں جماعت کے زیر انتظام مسجد اپنے تکمیلی مراحل میں ہے اور یوں ہمیں اسلام آباد میں کام کرنے کے لیے ایک مرکز مل گیا ہے جس پر تمام حاضرین نے خوشی کا اظہار کیا۔ ان کے بعد دعوت خطاب جناب حافظ عبدالباری انجینئر ہری پور ہزارہ کو دی گئی، حضرت حافظ صاحب مولانا عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے ہیں مرحوم کی ہزارہ ڈویژن بالخصوص ہری پور، ایبٹ آباد اور گلیات کے علاقہ میں مسلکی خدمات کی وجہ سے اس خاندان کو بڑی عزت وتوقیر حاصل ہے۔ حافظ عبدالباری تو مسلکی خدمات کے ساتھ ساتھ اپنی پیشہ وارانہ مصروفیات کے لیے بھی وقت دیتے ہیں جبکہ والد صاحب کی تعمیر کروائی ہوئی مسجد اور ادارے کا مکمل انتظام ان کے چھوٹے بھائی مولانا حافظ عبدالوحید کے ذمہ ہے اور الحمدللہ وہ اس ذمہ داری کو پوری طرح ادا کر رہے ہیں۔ حافظ عبدالباری نے قائدین کو دعوت دی کہ وہ ہزارہ کے علاقہ کا تبلیغی اور تنظیمی پروگرام تشکیل دیں جن کے مکمل اخراجات وہ خود برداشت کریں گے اور پورے علاقے میں جماعت کے نظم کو قائم کیا جائے گا۔ اس کے بعد جماعت اہلحدیث کے سیاسی شعبہ کے انچارج محترم حافظ عبدالوہاب روپڑی حفظہ اللہ کو دعوت خطاب دی گئی کہ وہ سال بھر کی جماعتی سعی وجہود کا احاطہ کریں۔ حضرت حافظ صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ جماعت کی تبلیغی وتنظیمی کاوش بیان کی نیز جن نئے مقامات پر جماعتی نظم قائم کیا گیا تھا اُس کا تذکرہ بھی فرمایا اور ساتھ ہی دینی جماعتوں کے ساتھ اتحاد یکجہتی بین المذاہب رابطوں اور عداوتوں میں کمی کے بارے میں جماعتی خدمات نیز میڈیا پر جماعتی کوریج کے حوالے سے اور اپنی جماعت کی پالیسیوں کے حوالے سے گفتگو کی۔ حاضرین نے جماعتی کارگزاری پر اپنے اطمینان کا اظہار کیا، آپ نے سفارتی حلقوں میں جماعتی تعارف وخدمات کا ذکر کیا اس کے علاوہ پانچ فروری کو حضرت الامیر کی قیادت میں کشمیر ریلی اور گوجرانوالہ کی جماعت اہلحدیث کے سیمینار کی تفصیلات سے بھی آگاہ کیا۔

ان کے بعد جماعت اہلحدیث کے سرپرست اعلیٰ حافظ عبدالوحید روپڑی کو دعوت خطاب دی گئی۔ حضرت حافظ صاحب کا سینہ الحمدللہ نور قرآنی سے منور ہے۔ مستند عالم دین ہیں، اپنے کاروبار کے سلسلہ میں انھیں دنیا کے بیشتر ممالک کا سفر کرنے کا اعزاز حاصل ہے، یوں دنیا کا جغرافیہ ان کے سامنے نقشے پر نہیں ہوتا بلکہ ان کے دل ودماغ پر نقش ہوتا ہے۔ وہ پاکستان کے جغرافیائی محل وقوع کے اعتبار سے اس ملک کی سیاسی اہمیت سے سامعین کو آگاہ کر رہے تھے اور یہ کہ پاکستان سنٹرل ایشیاء کا گیٹ وے ہونے کی بنا پر پوری دنیا میں کیا اہمیت رکھتا ہے اور اس ملک میں اللہ کی خالص توحید پر مبنی دعوت کے اثرات نہ صرف پاکستان بلکہ بیرونی دنیا پر بھی مرتب ہوں گے۔ وہ اہلحدیث مبلغین کو کردار کی بلندی عمل میں پختگی اللہ پر توکل اور اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے موعظہ حسنہ کی اہمیت بیان فرما رہے تھے۔ سامعین ان کی دل میں اتر جانے والی معلوماتی گفتگو سے بہت فیض یاب ہو رہے تھے، انھوں نے جماعت کی تبلیغی مساعی میں اپنی بھرپور خدمات کا وعدہ کیا۔ ان کے بعد جماعت کے مرکزی سینئر نائب امیر کراچی سے تشریف لائے ہوئے مولانا محمد شریف حصاروی کو دعوت خطاب دی گئی۔ انھوں نے اسلاف جماعت سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑیؒ اور حافظ محمد اسماعیل روپڑیؒ کی تبلیغی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ملک کے اطراف واکناف میں کوئی ایسی بستی، کوئی قصبہ یا کوئی شہر ایسا نہیں ہے جہاں ان کی وجہ سے مسلک کی مساجد اور مدارس نہ بنے ہوں۔ وہ لوگ ہمارے منتظر ہیں جہاں ہمارے اسلاف نے توحید کے یہ باغ لگائے ہیں اس لیے ہمیں ان کے اثرات کو سمیٹنے کے لیے وہاں جا کر اپنا تنظیمی نیٹ ورک قائم کرنا چاہیے۔ یہ ہماری کوتاہی ہے کہ ہم ان لوگوں سے رابطہ نہیں رکھ رہے، روپڑی خاندان سے کوئی عالم ہمارے ساتھ جائے اور وہاں نظم قائم کریں کیونکہ لوگ روپڑی خاندان کے فرد کے بغیر مطمئن نہیں ہوتے اس لیے حضرت حافظ عبدالوہاب روپڑی صاحب کو تنظیمی اور تبلیغی کام کے لیے زیادہ وقت دینا چاہیے۔ جب مولانا حصاروی صاحب یہ تجاویز پیش کر رہے تھے تو سامعین بہت جوش وخروش سے ان کی تائید کر رہے تھے۔ ادھر سٹیج پر آ کر مولانا محمد جابر حسین مدنی نے دونوں ہاتھ اُٹھا کر ان کی بھرپور تائید سے ہال کا ماحول گرما دیا۔

اس دوران جماعت کے ایک جواں سال وکیل میاں عبدالقیوم ایڈووکیٹ ہائیکورٹ لاہور نے جماعت اہلحدیث میں شمولیت کا اعلان کیا۔ انھوں نے اپنے پرجوش خطاب میں نوجوانوں کو دعوت عمل دیتے ہوئے لاہور شہر میں سالانہ کانفرنس کی تجویز پیش کی اور جماعت کو ایک تحریک کے طور پر جوان جذبوں اور اخلاص کے ساتھ چھا جانے کی تلقین کی۔ ان کی تقریر کے دوران بھی حاضرین بہت پرجوش رہے اور بعد میں آنے والے مقررین نے ان کی تائید کی اور لاہور کے جواں عمر امیر نے تو اعلان کیا کہ اگر مرکز سالانہ کانفرنس نہیں کرا سکتا تو ہم لاہور شہر کی طرف سے اس کا آغاز کریں گے۔ میاں محمد سلیم شاہد نے اپنے خطاب میں احباب جماعت کے درمیان رابطوں کی اہمیت پر زور دیا۔ انھوں نے خطبات شاہد کے حوالے سے قارئین کے مثبت انداز کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ہماری دعوت توحید اپنے اندر اثر رکھتی ہے۔ لوگ اس سے ناواقف ہیں جہاں انھیں کچھ پڑھنے یا سننے کے لیے ملتا ہے تو وہ ہماری دعوت کو قبول کرتے ہیں۔

مولانا محمد سلیمان شاکر ناظم اعلیٰ جماعت اہلحدیث پنجاب نے گوجرانوالہ کے حوالے سے جماعتی خدمات کا تذکرہ کیا۔

سید عبدالقادر شاہ صاحب نائب امیر جماعت اہلحدیث پنجاب نے اپنے مختصر خطاب میں تنظیمی کام کے متعلق مثبت تجاویز دیں۔ ان کے بعد حافظ عبدالرزاق عابد امیر جماعت اہلحدیث ضلع فیصل آباد نے اپنے جماعتی تشخص اور ایک ضلع کے مبلغین کو دوسرے ضلع اور یوں باہم تبادلے سے تبلیغی پروگرام منعقد کرنے کی اہمیت واضح کی کہ لوگ باہر سے آنے والے مہمان مبلغ کو شوق سے سنتے ہیں۔ اس کے علاوہ مولانا مولانا حجاج اللہ صمدانی ضلعی ناظم گوجرانوالہ، مولانا حافظ محمد رفیق طاہر ناظم تبلیغ جماعت اہلحدیث، نسیم اللہ ایڈووکیٹ امیر صوبہ خیبر پختونخواہ اور مولانا محمد ادریس خلیل ناظم اعلیٰ صوبہ خیبر پختونخواہ، مؤرخ اہلحدیث مولانا محمد اسحٰق بھٹی، مولانا عبدالحفیظ فاروقی آزاد کشمیر، مولانا امین توحیدی ملتان، ملک نور سرفراز ایڈووکیٹ لاہور، مولانا شکیل الرحمٰن ناصر، سید مثاب الرحمٰن جہلم، مولانا اسلم صادق نے بھی خطاب فرمایا۔ اجلاس میں حضرت حافظ محمد جاوید روپڑیؒ کی وفات حسرت آیات پر قرارداد پاس کی گئی کہ ان کے لیے اور مولانا عبدالرشید عراقی کے ماموں کی وفات ڈاکٹر خورشید احمد امیر جماعت اہلحدیث صوبہ سندھ کی ہمشیرہ اور ڈاکٹر عامر عبداللہ محمدی کی پھوپھی کی وفات پر ان سب کے لیے دعائے مغفرت اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔

آخر میں حضرت الامیر شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی حفظہ اللہ کو دعوت خطاب دی گئی۔ خطبہ مسنونہ کے بعد انھوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ آج موسم کی خرابی کے باوجود ارکان اس کثرت سے آئے ہیں کہ اتنا وسیع ہال جس کا ہم سوچ رہے تھے کہ یہ بھر نہیں سکے گا، ہال کھچا کھچ بھر چکا ہے اور کچھ ارکان کھڑے ہیں۔ انھوں نے اجلاس کی بھرپور کامیابی پر حاضرین کو مبارکباد دی۔ جماعت کے کارکنوں کو جماعتی کام سرانجام دیتے ہوئے کہا کہ اللہ پر یقین کامل، اخلاص اور للہیت کے جذبے سے کام لینا چاہیے اور باہم رابطہ رکھنا چاہیے۔ ہر کارکن اپنے ضلع سے اپنے صوبے سے اپنے مرکز سے مسلسل رابطے میں رہے کیونکہ قرآن نے مومنوں کو دین کے کام کے جو آداب بتائے ہیں ان میں ایمانِ کامل، استقامت اور باہم رابطہ یہ تینوں باتیں ضروری ہیں۔ انھوں نے اعلان فرمایا کہ پورے ملک میں جہاں بھی ہمیں جماعت کے ساتھی بلائیں گے ہم اپنے ساتھیوں پر بوجھ نہیں بنیں گے بلکہ اپنے ذاتی خرچے پر تبلیغ کے لیے پورے ملک میں حاضر ہوں گے۔ ہمارے کارکنوں کو جہاں بھی کوئی پریشانی ہو ہمارے ساتھ رابطہ رکھیں ان شاء اللہ ہر مقام پر اپنے ساتھیوں کے ہم شانہ بشانہ کھڑے ہوں گے۔

حضرت الامیر نے حافظ محمد جاوید روپڑیؒ کے صاحبزادے محمد شعیب جاوید روپڑی کو والد کی جگہ جماعت کا ناظم مالیات مقرر فرمایا۔ تقریب کے آخر میں سرپرست اعلیٰ جماعت اہلحدیث پاکستان حضرت حافظ عبدالوحید روپڑی حفظہ اللہ نے نہایت رقت آمیز لہجے میں خشوع وخضوع کے ساتھ دعا کرائی، یوں یہ بابرکت ایک نئے جوش اور ولولہ سے تنظیمی، تبلیغی، دعوتی کام کرنے کا جذبہ لے کر اختتام پذیر ہوا۔

☆......☆......☆

الاستفتاء

حافظ عبدالوہاب روپڑی

# نکاح سے قبل اپنی منگیتر کے ساتھ کھلے عام پھرنا؟

سوال: شریعت نے نکاح سے قبل اپنی منگیتر کو دیکھنے کی اجازت دی ہے لیکن کیا اُس کو ساتھ لے کر پارکوں میں گھوما جاسکتا ہے یا نہیں؟ اور نکاح سے پہلے اس منگیتر کے بھائی کو سالہ اور اس کی بہن کو لفظ سالی کے ساتھ موسوم کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

سائل: حافظ محمد شوکت کنگن پوری

الجواب بعون الوہاب: اسلام نے مرد وزن کی عزت وآبرو کی حفاظت کے لیے چند ایسے اصول وضع کئے ہیں جن کی پاسداری کر کے ایک مسلمان نہ صرف دوسروں کے لیے مشعل راہ بن سکتا ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ایک باحیا اور باوقار معاشرے کی تشکیل نو میں مدد ومعاون ثابت ہو سکتا ہے جبکہ اسلامی اُصول وضوابط سے تہی دامن اختیار کرنا معاشرتی، اخلاقی وتمدنی پستی کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے۔ اس لیے ایک مضبوط اور پاکیزہ معاشرہ کی تشکیل کے لیے ایک مربوط خاندانی نظام کی اشد ضرورت ہوتی ہے، اس کی تشکیل اور حفاظت کے لیے اسلام نے عقد نکاح رکھا ہے۔

رشتہ ازدواج میں ایک مرد وعورت کو منسلک کرنے کی ابتدائی سٹیج منگنی کے نام سے مشروع اور موسوم ہے جسے نکاح کا عہد قرار دیا گیا ہے جبکہ نکاح عہد نہیں بلکہ عقد ہوتا ہے۔ محض عہد (منگنی) کے بعد لڑکے اور لڑکی کا باہمی میل جول، گھومنا پھرنا، تنہائی اختیار کرنا یا اس کا کوئی قابل ستر عضو دیکھنا یہ تمام کی تمام صورتیں اسلامی قوانین کے نہ صرف خلاف ہیں بلکہ اس اختلاط کی شریعت میں سختی سے تردید کی گئی ہے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ ہرگز ایسی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کرے جس کے ساتھ کوئی محرم رشتہ دار نہ ہو کیونکہ ان دونوں کا تیسرا (ساتھی) شیطان ہوتا ہے۔“ [صحیح ارواء الغلیل ج 6ص 215رقم الحدیث: 1813] اسی طرح سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”خبردار! جو آدمی بھی کسی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرتا ہے ان دونوں کا تیسرا (ساتھی) شیطان ہوتا ہے۔“ [صحیح الجامع الصغیر ج 1 ص 498رقم الحدیث: 2546 جامع الترمذی باب ماجاء فی کراھیة الدخول جزء4ص 422رقم الحدیث: 1117]

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((ایاکم والدخول علی النساء فقال رجل من الانصار یا رسول اللہ افرایت الحمو قال الحمو الموت)) ”عورتوں کے ساتھ تنہائی میں ملاقات سے باز رہو تو ایک انصاری صحابی نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! دیور کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ (دیور) موت ہے۔“ [بخاری بشرح الکرمانی کتاب النکاح باب لا یخلون رجل بامرأة الاذو محرم ج19ص 132رقم الحدیث: 5232]

صورت مسئولہ میں صرف نسبت یعنی منگنی سے ایک حرام چیز حلال نہیں ہوتی کیونکہ غیر محرم کے ساتھ خلوت اختیار کرنا شرعاً حرام ہے اور ایک حرام چیز صرف ایک عہد ”نسبت“ سے کس طرح حلال ہو سکتی ہے؟ جبکہ شریعت مطہرہ نے عورت کو مرد پر صرف عقد (نکاح) کے ساتھ ہی حلال کیا ہے۔ اس کے علاوہ کسی طرح بھی عورت مرد پر حلال نہیں ہو سکتی اور غیر محرم عورت کے ساتھ خلوت کی اجازت نہیں تو اس کے ساتھ پارکوں میں گھومنا کس طرح جائز ہوگا اسی طرح نسبتی بھائی اور بہن کا رشتہ بھی نکاح سے ہی ثابت ہوتا ہے جبکہ نکاح سے قبل یہ رشتہ ثابت نہیں ہوتا تو اس رشتہ کے ساتھ انہیں موسوم کرنا کس طرح درست ہوگا؟ اس لیے نکاح سے قبل مخطوبہ کے بھائی کو سالا اور اُسکی بہن کو سالی نہیں کہنا چاہیے بلکہ اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

# تفسیر سورۃ الانعام

حافظ عبدالوہاب روپڑی (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ) (قسط نمبر 35)

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۚ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ ”کہہ دیجئے نہیں میں پاتا اُس میں جو وحی کی گئی ہے میری طرف کوئی چیز حرام کسی کھانے والے پر جو اسے کھائے مگر یہ کہ ہو وہ مردار یا خون بہا ہوا یا خنزیر کا گوشت، پس یقیناً وہ ناپاک ہے یا وہ فسق ہے کہ نام پکارا گیا ہے اللہ کے سوا کسی اور کا اس پر پھر جو شخص مجبور ہو جائے (بشرطیکہ) نہ تو وہ سرکش ہو اور نہ حد سے گزرنے والا تو آپ کا رب بہت معاف کرنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے (۱۴۵) اور جو لوگ یہودی ہوئے ان پر ہم نے ناخن والا (جانور) حرام کیا تھا اور گائے اور بکری میں سے ان پر ان کی چربی ہم نے حرام کی سوائے اس چربی کے جو ان کی پیٹھوں یا آنتوں کے ساتھ لگی ہو یا ہڈی کے ساتھ ملی ہوئی ہو، یہ سزا ہم نے انھیں ان کی سرکشی کی وجہ سے دی تھی اور یقیناً ہم سچے ہیں (۱۴۶) پھر (بھی) اگر (حقائق جاننے کے باوجود) آپ کو جھٹلائیں تو کہہ دیجئے تمھارا رب رحمت وسیع کا مالک ہے اور اس کا عذاب مجرم قوم سے ٹالا نہیں جاتا۔ (۱۴۷)

**مشکل الفاظ کے معانی:**

مُحَرَّمًا: حرام کیا گیا
طَاعِمٍ: کھانے والا
مَّسْفُوْحًا: بہایا ہوا
رِجْسٌ: ناپاک
فِسْقًا: معصیت
اضْطُرَّ: جو لاچار ہو جائے
بَاغٍ: سرکش
عَادٍ: حد سے تجاوز کرنے والا
هَادُوْا: جو یہودی ہوئے
ظُفُرٍ: ناخن
شُحُوْمَ: چربی
ظُهُوْرُ: پیٹھوں
اَوِ الْحَوَايَآ: آنتیں
عَظْمٍ: ہڈی
بَغْيِ: سرکشی
بَاْسُهٗ: اس کا عذاب

**ماقبل سے مناسبت:**

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کا اپنی خواہشات کے مطابق چیزوں کو حلال اور حرام قرار دینے کی تردید کرتے ہوئے واضح فرمایا کہ حلت و حرمت وحی کے ساتھ ثابت ہوتی ہے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چار چیزوں کی وضاحت کی گئی ہے اور اس کے ساتھ ان کی سرکشی کی بنا پر بطور سزا چند چیزوں کو حرام کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔

**تفسیر:**

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ مشرکین نے اپنی طرف سے کچھ چیزوں کو حرام قرار دے کر انھیں سائبہ، وصیلہ، بحیرہ اور حام بتوں کے نام موسوم کر دیا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی حکم فرمایا کہ آپ لوگوں پر واضح کر دیں کہ جن اشیاء کو تم نے حرام قرار دیا ہے وہ حرام نہیں بلکہ حلال ہیں اور حرام کردہ چیزیں اس آیت میں بیان کی گئی ہیں: (۱) مردار (۲) دم مسفوح (۳) خنزیر کا گوشت (۴) غیر اللہ کے نام پر دی گئی چیز یعنی

ان چیزوں کے سوا حیوانوں میں سے کوئی چیز حرام نہیں ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ کچھ چیزیں کھالیتے اور کچھ چیزوں سے نفرت کرتے تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل فرما کر حلال اور حرام کو واضح کر دیا۔ [مستدرک حاکم کتاب الاطعمة باب شان نزول ما احل اللہ فھو حلال ج5ص157 رقم الحدیث:7195]

**نوٹ:**

اس آیت کریمہ میں تمام حرام کردہ چیزوں کا تذکرہ نہیں اس میں صرف چار حرام کردہ چیزوں (مردار، دم مسفوح، خنزیر کا گوشت اور غیر اللہ) کا تذکرہ ہے۔ سورۃ المائدہ میں اس کے علاوہ دیگر محرمات (گلا گھٹنے سے مرنے والا جانور، لاٹھی لگنے اور بلند جگہ سے گر کر مرنے والے جانور، سینگھ لگنے سے مرنے والے جانور اور شراب وغیرہ) اسی طرح بعض احادیث میں بھی کچھ اشیاء کی حرمت مذکور کی گئی ہے۔ جیسا کہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں کچلی والے درندے اور پرندوں سے ذی مخلب (پنجے سے شکار کر کے اس کے ساتھ کھانے والے) کا کھانا حرام قرار دیا ہے۔ [مسلم کتاب الصید والذبائح باب تحریم اکل ذی ناب ج7 جز13 ص70 رقم الحدیث:1934 الموسوعة الحدیثیة مسند الامام احمد بن حنبل ج4ص74 رقم الحدیث:2192]

**مردہ جانور اور اس کی کھال:**

حلال جانور اگر مر جائے تو اس کے چمڑے سے فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ سودہ بنت زمعہؓ کی بکری مرگئی تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو آپؐ نے فرمایا: ((فَلَوْلَا أَخَذْتُمْ مَسْكَهَا فَقَالَتْ نَأْخُذُ مَسْكَ شَاةٍ قَدْ مَاتَتْ)) تم نے اس کی کھال کو اُتار کیوں نہ لیا تو انھوں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم مردہ بکری کی کھال اُتار لیتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت کریمہ قُلْ لَّآ أَجِدُ فِي مَآ أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ يَطْعَمُهُۥٓ إِلَّآ أَن يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنزِيرٍ فَإِنَّهُۥ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ ٱللَّهِ بِهِۦ» تلاوت فرمائی۔ نیز فرمایا: فَإِنَّكُمْ لَا تَطْعَمُونَهُ إِنْ تَدْبَغُوهُ فَتَنْتَفِعُوا بِهِ تم اسے کھاتے تو نہیں لہٰذا اسے رنگ کر کے اس سے فائدہ اُٹھالو۔ سیدہ سودہؓ نے پیغام بھیج کر اُسے واپس منگوایا اور اُسے رنگ کر اس کا مشکیزہ بنالیا جو ان کے استعمال میں رہا اور پھٹ گیا۔ [بخاری بشرح الکرمانی کتاب الایمان والنذر باب ان حلف أن لا یشرب ج23 ص105 رقم الحدیث:6686 سنن نسائی کتاب الفرع والعتیرة 4 جلود المیتة ص654 رقم الحدیث: 4240 الموسوعة الحدیثیة مسند الامام احمد بن حنبل ج5 ص156 رقم الحدیث:3026]

فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٤٥﴾

اگر کوئی انسان اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کے کھانے پر مجبور ہو جائے اور اسے ان حرام اشیاء کے استعمال نہ کرنے سے موت کا اندیشہ ہو تو پھر وہ ان اشیاء کو اتنی مقدار میں کھاسکتا ہے جس سے اس کی جان بچ جائے، اس سے اس کا لذت اُٹھانا اور حد سے تجاوز کرنا مقصود نہ ہو تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے ہیں۔

**نوٹ:**

مزید تفصیل کے لیے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 173 اور سورۃ المائدہ کی آیت نمبر 3 کی تفسیر دیکھیں۔

وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ ۖ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا جب کوئی قوم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں حد سے بڑھ جاتی ہے تو اس پر سختی کی جاتی ہے۔ یہود بھی جب سرکشی میں زیادہ ہوتے چلے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی نافرمانی کی بنا پر حلال چیزوں کو بھی بطور سزا ان پر حرام کر دیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ہم نے یہودیوں پر چوپایوں اور پرندوں میں سے ناخن والے (اونٹ، شتر مرغ اور بطخ وغیرہ) کو حرام کر دیا۔ اسی طرح گائے اور بکریوں میں سے ان کی چربی کو حرام کر دیا حالانکہ یہ دونوں چیزیں ان پر پہلے حلال تھیں۔ لیکن یہودی یہ بات بنایا کرتے تھے کہ چربی کے استعمال کو حضرت یعقوبؑ حرام سمجھتے تھے اس لیے ہم بھی اسے حرام سمجھتے ہیں۔ [طبری ج9 ص647]

إِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَا أَوِ الْحَوَايَا أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۚ

جو چربی حلال جانور کی پیٹھ یا اوجڑی میں لگی ہو یا وہ چربی جو ہڈی کے ساتھ ملی ہوئی ہو یہ یہودیوں کے لیے حرام نہیں تھی۔ امام ابن جریج" فرماتے ہیں کہ یہودیوں کے لیے جانور کی دُم، چکی، سر، آنکھ اور ہڈی کے ساتھ لگی ہوئی چربی بھی حلال تھی۔ [طبری ج9 ص646]

ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۡ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ ہم نے ان کو یہ سزا ان کی شرارت، بغاوت اور شریعت مطہرہ کی نافرمانی کی بنا پر دی تھی۔ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ ہم نے ہی آپ کو یہ خبر دی ہے کہ ہم نے ان پر ان چیزوں کو بطور سزا حرام قرار دیا تھا ہم اس میں سچے ہیں۔ یہود کی یہ بات کہ ان چیزوں کو یعقوبؑ نے اپنے لیے حرام قرار دیا تھا، جھوٹ پر مبنی ہے۔ [طبری ج9 ص647]

**یہود کی حیلہ سازی:**

یہود شروع سے ہی مختلف حیلے ایجاد کر کے شرعی احکامات پر عمل پیرا ہونے سے گریزاں رہتے تھے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت کرے کہ ان کے لیے چربیوں کو حرام کیا گیا تو انھوں نے پگھلا کر انھیں فروخت کر دیا۔ [بخاری بشرح الکرمانی کتاب البیوع باب لایذاب شحم المیتۃ ج10 ص65 رقم الحدیث: 2223]

**حلال مردہ جانور اور ان کی چربی:**

حلال جانور کو اگر شرعی طریقے سے ذبح کیا جائے تو ان کی چربی بھی حلال ہے اور مردہ جانور کی چربی استعمال کرنا بھی حرام ہے۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے دن یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی تجارت سے منع کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ مردہ جانوروں کی چربی کے متعلق کیا فرماتے ہیں کیونکہ اس چربی سے کھالوں کو چکنائی اور کشتیوں کو روغن کیا جاتا ہے اور لوگ اُسے (روشنی کے حصول کے لیے چراغوں میں) جلاتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس چربی کو فروخت نہ کرو کیونکہ اس کا فروخت کرنا حرام ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہود کو ہلاک کرے ان کے لیے جب (بطور سزا) چربیوں کو حرام کیا گیا تو انھوں نے اِسے پگھلا کر بیچا اور اُس کی قیمت بھی کھائی۔ [سنن أبی داود کتاب البیوع باب فی ثمن الخمر والمیتۃ ص626 رقم الحدیث: 3486 جامع الترمذی کتاب البیوع باب ماجآء فی بیع جلود المیتۃ والاصنام جز4 ص528 رقم الحدیث: 1297 الموسوعۃ الحدیثیۃ مسند الامام احمد بن حنبل ج22 ص360 رقم الحدیث: 1447]

**نوٹ:**

امام نوویؒ اس روایت کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ **ھو** کی ضمیر کا مرجع لفظ بیع ہے یعنی ان کی بیع حرام ہے اس لیے ان کے انتفاع کی نفی نہیں لہٰذا ان کی چربی سے کشتیوں کو لیپ اور چراغوں میں روشنی کے حصول کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ [مسلم بشرح النووی کتاب المساقات باب تحریم بیع الخمر ج6 جز11 ص6 رقم الحدیث: 1581]

**اخذ شدہ مسائل:**

(۱) حلت اور حرمت کا اختیار کسی انسان کو نہیں بلکہ یہ اختیار صرف خالق کائنات کو ہی ہے (۲) مشرکین نے اپنی طرف سے کچھ حلال چیزوں کو حرام قرار دے دیا تھا تو اس آیت میں اُن کی تردید کی گئی ہے (۳) اللہ تعالیٰ کی طرف سے حرام کی گئی اشیاء اس آیت اور سورۂ مائدہ اور حدیث رسولؐ میں بیان ہوئی ہیں (۴) اضطراری حالت میں انسان حسب ضرورت حرام چیزوں کو کھا سکتا ہے لیکن اس سے لذت اُٹھانا اور حد سے تجاوز کرنا مقصود نہ ہو (۵) شریعت نے جانوروں میں سے ذی ناب اور پرندوں میں سے ذی مخلب کو حرام قرار دیا ہے (۶) یہودیوں پر جانوروں میں سے ہر ناخن والی چیز حرام کی گئی تھی (۷) گائے اور بکری کی چربیاں حرام تھیں لیکن جانوروں کی پیٹھوں پر اوجڑی یا انتڑیوں اور ہڈیوں کے ساتھ لگی ہوئی چربی ان کے لیے حلال تھی (۸) اللہ تعالیٰ نے یہ حلال چیزیں اُن پر بطور سزا حرام کی تھیں (۹) اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی اس بات (ان چربیوں کو یعقوبؑ نے اپنے اوپر حرام قرار دیا تھا اسی لیے ہم انھیں اپنے اوپر حرام قرار دیتے ہیں) کی تکذیب کی ہے (۱۰) اگر مخالف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کریں تو آپ کو پریشان نہیں ہونا چاہیے بلکہ آپ انھیں رحمت الٰہی کی ترغیب دیتے ہوئے اللہ کی ناراضگی اور مجرمین پر آنے والی گرفت الٰہی سے ڈرائیں

# موجودہ زمانے میں مسجد کا کھویا ہوا کردار کس طرح بحال ہوسکتا ہے؟

حافظ عبدالوہاب روپڑی

## مسجد کا معنی

مسجد ظرف مکان ہے اور اس کا معنی ہے جائے نماز، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ (الجن:۱۸) اور مسجدیں تو اللہ کے لیے ہیں۔ بعض نے عمومیت کے لحاظ سے اس کا معنی روئے زمین کو لیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق کہ اللہ نے میرے لیے تمام زمین کو مسجد اور طہور بنایا ہے۔ [مفردات القرآن لأصفهانی]

## اقسام مساجد

مساجد مسجد کی جمع ہے۔ شریعت اسلامی نے کچھ مساجد کو خاص مرتبہ اور مقام عطا فرمایا ہے اور باقی مساجد کا حکم عمومیت کا درجہ رکھتا ہے۔

## خاص مساجد

خاص مساجد میں مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد بیت المقدس اور مسجد قباء ہیں۔ پہلی تین مساجد کا ذکر کرتے ہوئے (ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **لاتشد الرحال الاالی ثلاثة مساجد مسجد الحرام ومسجد الاقصی ومسجدی هذا** تین مساجد، مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی کے علاوہ کسی دوسری جگہ کے لیے (ثواب کی نیت سے) سفر اختیار نہ کیا جائے۔ [صحیح بخاری بشرح الکرمانی کتاب الصوم باب الصوم یوم النحرج 9ص124 رقم الحدیث ۱۹۹۵] مسجد قباء کے بارے میں اسید بن ظہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **صلوة فی مسجد قباء کعمرة** مسجد قباء میں نماز پڑھنے کا ثواب عمرہ کے برابر ہے۔ [سنن ابن ماجة، کتاب اقامة الصلوة، باب ماجاء فی الصلوة فی مسجد قباء رقم الحدیث ۱٤۱۱]

## دوسری مساجد

ان چار مساجد کے علاوہ باقی تمام مساجد کا حکم عام مساجد کا ہے، مسجد حرام، مسجد اقصیٰ، مسجد نبوی اور مسجد قباء کے علاوہ دیگر مساجد کی طرف اس نیت سے سفر کرنا کہ یہاں بھی ثواب میں اضافہ ہوسکتا ہے یا بعض نے صرف ثواب کی بھی قید لگائی ہے ایسا سفر یہ جائز نہیں۔

## نوٹ

بطور زیارت، نماز یا درس وتدریس کی نیت کے ساتھ جانے کا حکم اور ہے

## مسجد بنانے کا اجر وثواب

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **من بنی مسجدا یبتغی به وجه الله بنی الله له مثله فی الجنة** جو اللہ تعالیٰ کی رضا تلاش کرنے کے لیے مسجد بناتا ہے اللہ تعالیٰ اسی کی مثل اس کے لیے جنت میں (گھر) بناتا ہے۔ [صحیح بخاری بشرح الکرمانی کتاب الصلوة باب من بنی مسجداً ج4ص100 رقم الحدیث: ٤٥٠، صحیح مسلم کتاب المساجد، باب فضل بناء المساجد والحث علیها ج3جزء5ص13رقم الحدیث ٥٣٣]

## مسجد نبوی عدالت اسلامی

اسلامی شریعت میں لوگوں کے معاملات کے فیصلے، جھگڑوں کے حل اور تمام امور اسلامی کے لیے مسجد کو مرکز ہونا چاہیے۔ جس سے فریقین کے درمیان مسجد کا تقدس بھی برقرار رہتا ہے اور امور کا حل بھی نکل آتا ہے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں یہ نظام ایسے ہی تھا۔ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ: **رأیت رجلا وجد مع امرأته رجلا أیقتله؟ فتلاعنا فی المسجد وانا**

شاھد. اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو (برائی کرتے) دیکھے تو کیا اسے قتل کر سکتا ہے؟ تو (ایک مرد اور عورت کے درمیان مسجد نبوی میں) لعان کروا دیا گیا اور میں اس وقت موجود تھا۔ [صحیح بخاری بشرح الکرمانی کتاب الصلوۃ باب القضاء واللعان فی المسجد بین الرجال والنساء ج4 ص75 رقم الحدیث:٤٢٣]

## مسجد (ٹریننگ سنٹر) مسجد نبوی

اسلام کی سربلندی اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے جہاد، اسلامی ارکان میں کوہان کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لیے جہاد کے لیے ٹریننگ حاصل کرنا بہت ضروری ہے تاکہ کفر کی تاریکی دور کی جاسکے۔ فرمان رب العالمین ہے: واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ (الانفال: ٦٠) اور ان کے لیے اپنی طاقت کو خوب تیار کر کے رکھو۔

دور نبوی میں جنگی مشقوں کا اہتمام بھی مسجد نبوی میں ہوتا تھا۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: لقد رایت رسول اللہ ﷺ یوما علی باب حجرتی والحبشۃ یلعبون فی المسجد ورسول اللہ ﷺ یسترنی بردائہ انظر الی لعبھم. میں نے دیکھا کہ رسول کریم ﷺ ایک دن میرے گھر کے دروازے پر کھڑے تھے اور چند حبشی نوجوان مسجد میں کھیل رہے تھے (تیر اندوزی کر رہے تھے) اور رسول اللہ ﷺ نے میری چادر سے مجھے پردہ کر رکھا تھا اور میں ان کے کھیل کو دیکھ رہی تھی۔ [صحیح بخاری بشرح الکرمانی کتاب الصلوۃ باب اصحاب الحراب فی المسجد ج4 ص104 رقم الحدیث: ٤٥٤] اسی طرح رسول کریم ﷺ نے جب کوئی جنگی لشکر روانہ کرنا ہوتا تو وہ بھی مسجد سے ہی روانہ کرتے۔

## مسجد نبوی مریضوں کی آرام گاہ:

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ اصیب سعد یوم الخندق فی الأکحل فضرب النبی ﷺ خیمۃ فی المسجد لیعودہ من قریب. سعد رضی اللہ عنہ کو غزوہ خندق کے دن بازو کی ایک رگ (اکحل) میں زخم آیا تھا تو رسول کریم ﷺ نے ان کا خیمہ مسجد میں ہی لگوا دیا، تاکہ ان کی تیمارداری کرتے رہیں۔ [صحیح بخاری بشرح الکرمانی کتاب الصلوۃ باب الخیمۃ فی المسجد للمرضی وغیرھم ج4 ص113 رقم الحدیث:٤٦٣]

## مساجد کا احترام و مقام ختم ہونے کے اسباب

### 1- اسوہ نبوی کی مخالفت:

دور نبوی اور عہد صحابہ میں مسلمانوں کے تمام امور وہ معاشرتی ہوں یا معاشی، ذاتی ہوں یا سیاسی ان کے حل کے لیے مسجد ہی مرکز ہوتی تھی لیکن آہستہ آہستہ اس طریقے کو چھوڑ دیا گیا، جس سے لوگوں کے دل میں مسجد کا وہ تقدس نہ رہا، جو ہونا چاہیے تھا۔ جب مساجد کے علاوہ عدالتوں کا اہتمام شروع ہوا، خلافت و امامت کی جگہ جمہوریت اور غیر اسلامی نظام نے لے لی، تو لوگوں نے مسجد کو صرف نماز پڑھنے کی جگہ سمجھ لیا۔ نماز بھی آہستہ آہستہ نام کی رہ گئی۔ اقبال نے اس لیے کہا تھا ؎

مسجد تو بنادی شب بھر میں ایمان کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا

### 2- [illegible]

مسجد ایک ایسا مقام اور جگہ ہے جس میں اللہ کی خالص عبادت ہونی چاہیے، فرمان باری تعالیٰ ہے: وان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدا (الجن: ١٨) اور مساجد صرف اللہ کے لیے ہیں (ان میں) اللہ کے ساتھ کسی اور کو مت پکارو۔ امام ابن کثیر لکھتے ہیں: قال قتادۃ کانت الیھود والنصاری اذا دخلوا کنائسھم وبیعھم اشرکوا باللہ فامر اللہ نبیہ ﷺ ان یوحدوہ وحدہ (تفسیر ابن کثیر ۵۵۴/۴) قتادہؒ فرماتے ہیں کہ یہودی اور عیسائی اپنے کلیساؤں اور گرجوں میں اللہ کے ساتھ شرک کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ مساجد میں صرف اللہ کی توحید ہی کا پرچار ہونا چاہیے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: ان رسول اللہ ﷺ لما قدم مکۃ أبی ان یدخل البیت وفیہ الالھۃ فامر بھا فاخرجت فاخرج ثم دخل البیت. رسول کریم ﷺ جب

مکہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے بیت اللہ میں داخل ہونے سے انکار کر دیا کیونکہ اس میں (تین سو ساٹھ) مشرکین کے معبود رکھے ہوئے تھے۔ آپ نے حکم دیا تو ان کو باہر نکال پھینکا گیا پھر آپ بیت اللہ میں داخل ہوئے۔ [صحیح بخاری بشرح الکرمانی کتاب المغازی، باب أین رکز النبی ﷺ الرأیة یوم الفتح ج16 ص3 رقم الحدیث:٤٢٨٨]

جن مساجد میں غیر اللہ کو پکارا اور اُن کے نام کی صدائیں بلند کی جاتی ہیں وہ مساجد ہی اصل میں مساجد ضرار کا حکم رکھتی ہیں۔ آج کے دور میں جن لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی حقیقی عظمت نہیں وہی قوم کے رہنما بن کر انہیں گمراہ کرتے ہیں اور توحید کے علمبرداروں کے خلاف ان مساجد میں زہر اگلتے ہیں۔ جس سے فرقہ واریت جنم لیتی ہے، اور لوگ مشتعل ہو کر مسلمانوں اور کتاب وسنت کے داعیوں پر ہی گولیاں برسا دیتے ہیں، جس سے مساجد کا تقدس بھی پامال ہوتا اور اسلام کا بھی۔ اسلام نے جس طرح اہل ایمان کا تحفظ کیا ہے اسی طرح وہ اقلیتیں جو ملکی قوانین کی پاسداری کرتے ہوئے کسی بھی منفی سرگرمی میں ملوث نہ ہوں کی حفاظت کرنا بھی اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے۔ دشمنان اسلام اس سے مزید فائدہ اٹھا کر انہی لوگوں کے ہمنوا بن کر مسلمانوں کی مساجد اور اقلیتوں کی عبادت گاہوں پر حملہ کرتے ہیں، جس سے دن بدن مسلمانوں کی صفوں میں پھوٹ اور وطن عزیز کی بنیادی کمزور ہو رہی ہیں۔ (العیاذ باللہ)

### مساجد کی تعمیر میں ناانصافی

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: **ما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد الله** (التوبة :١٧) مشرکین کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مساجد کی تعمیر کریں۔ یہاں تعمیر سے مراد مساجد کی عمارت بھی اور ان کی آبادکاری بھی ہے۔

بے نماز، ملحد قسم کے لوگوں سے مال لے کر مساجد کی تعمیر چہ معنی دارد، بے نماز مشرکین اور کافروں کی صف میں شامل ہیں۔ ایسے لوگ جب مال خرچ کر کے مساجد تعمیر کریں گے اور پھر بعض جگہوں پر ایسے ہی بے نماز قسم کے لوگ اور دنیادار مساجد کے منتظمین ہوتے ہیں۔ بایں وجہ بھی مساجد کا احترام اور تقدس برقرار نہیں رہتا۔ کیونکہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مخلص نہیں۔ **وما امروا الا لیعبدوا الله مخلصین له الدین حنفاء ویقیموا الصلوة ویؤتوا الزکوة وذلک دین القیمة** (البینة :٥) خالص دین کے ساتھ خالص عبادت کا حکم لوگوں کو دیا گیا، کہ وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اصل دین تو یہی ہے۔ اسی لیے فرمایا: **انما یعمر مساجد الله من امن بالله والیوم الاخر واقام الصلوة واتی الزکوة ولم یخش الا الله** (التوبة:١٨) اللہ کی مساجد صرف وہ تعمیر کرے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لائے اور نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے اور اللہ کے علاوہ کسی سے نہ ڈرے۔ جب مساجد کو تعمیر کرنے والے اور اس میں آبادکاری کرنے والے ان صفات کے حاملین ہوں گے تو مساجد کا تقدس خود بخود بحال ہوگا۔

### تعمیرات مساجد میں فخریہ انداز

مساجد کے تقدس کی پامالی میں ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اکثر وبیشتر اس مرض میں مبتلا ہیں کہ میں اپنی مسجد کو ایسی بناؤں جو دوسرے سے ممتاز ہو اگرچہ **فاستبقوا الخیرات** کے تحت یہ بری چیز نہیں لیکن ایسی نیت اور ارادہ کم ہوتا ہے، چندہ لینے دینے میں کوئی احتیاط نہیں ہوتی۔ سود خور، رشوت خور، ملحد اور بے نمازیوں سے چندہ وصول کیا جاتا ہے کہ کسی نہ کسی طریقے سے مسجد تعمیر ہو جائے۔ پھر ایسے لوگوں کے سامنے ناظمین مساجد جس انداز سے پیش آتے ہیں اور ان کا احترام کرتے ہیں وہ کسی دین دار اور نمازی آدمی کا نہیں کیا جاتا کیونکہ اس کے پاس مال نہیں ہوتا۔ ایسی مساجد تعمیر کرنے والوں اور اسکے لیے مال دینے والوں دونوں میں اخلاص نہیں ہوتا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مساجد میں ایسے انداز کو قیامت کی نشانی قرار دیا ہے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: **لا تقوم الساعة ان یتباهی الناس فی المساجد** قیامت کبھی نہیں آئے گی یہاں تک کہ لوگ مساجد میں ہی فخر کرنے لگ جائیں۔ [سنن ابی داود کتاب الصلوة باب فی بناء المساجد، حدیث: ٤٤٩]

صاحب عون المعبود لکھتے ہیں: ای یتفاخر فی شانها اوبنانها یعنی یتفاخر کل احد بمسجده ویقول مسجدی أرفع وأزین وأوسع وأحسن رياء وسمعة واجتلابا للمدحة. قال ابن ارسلان: هذا الحديث فيه معجزة ظاهرة لاخباره ﷺ عما سيقع بعده فان تزويق المساجد والمباهاة بزخرفتها كثر من الملوك والأمراء في هذا الزمان بالقاهرة والشام وبيت المقدس بأخذهم أموال الناس ظلما وعمارتهم المدارس على شكل بديع نسأل الله السلامة والعافية. انتهى. یعنی مساجد کی تعمیر اور شکل وہیت میں فخر کیا جائے گا، ہرکوئی اپنی مسجد کے بارے فخر کرے گا اور کہے گا کہ میری مسجد باعتبار، بلند عمارت، تزیین، وسعت اور خوبصورتی میں سب سے عمدہ ہے، مقصود صرف ریاء، شہرت اور تعریف کروانا یا کرنا ہوگا۔ ابن ارسلان کہتے ہیں: یہ حدیث رسول کریم ﷺ کی اس معجزہ پر دلالت کررہی ہے جو آپ نے آئندہ حالات کے بارے اخبار بیان فرمائیں۔ فخریہ انداز میں مساجد کی تعمیر کثیر بادشاہ اور امراء قسم کے لوگ کرتے ہیں۔ اس دور میں قاہرہ اور شام میں بیت المقدس کی مسجد کے مناظر دیکھے جاسکتے ہیں۔ حالانکہ لوگوں کے مال ظلم سے ہڑپ کرکے عموماً ایسی مساجد تعمیر کی جاتی ہیں، مدارس کی عمارات ایسی جدید شکل وصورت میں بنائی جاتی ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ سے سلامتی اور عافیت کی دعا مانگتے ہیں۔ [عون المعبود كتاب الصلاة باب في بناء المساجد ص 84 رقم الحديث: 445]

رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان اور پیشین گوئی کو آج تقریباً ہر مسجد ومدرسہ میں مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ حتی کہ بعض لوگ تو مسجد ومدرسہ کو اپنا ڈیرہ وغیرہ بھی کہہ دیتے ہیں۔ مسجد میں داخل ہونے کے انداز سے معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ مسجد کا مالک ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایمان والوں کی یہ صفت بتائی ہے: والذين يؤتون ما اتوا وقلوبهم وجلة انهم الى ربهم راجعون (المؤمنون: ٦٠) وہ لوگ جو کچھ بھی دے دیں (اللہ کے دیے ہوئے مال سے جتنا بھی خرچ کردیں) ان کے دل ڈرتے رہتے ہیں کیونکہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

## 6۔ تعمیرات مساجد میں نقش ونگار

دور حاضر میں مساجد کی تعمیر میں اکثر وبیشتر ایسے نقش ونگار بنائے جاتے ہیں اور مساجد کی عمارات ایسی طویل اور وسیع بنائی جاتی ہیں کہ جس کی شریعت نے اجازت نہیں دی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ما امرت بتشييد المساجد قال ابن عباس لتزخرفنها كما زخرفت اليهود والنصارى. مجھے منقش مساجد تعمیر کرنے کا حکم نہیں دیا گیا، ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم ضرور مساجد کو ایسے مزین کرو گے جیسا کہ یہود ونصاریٰ نے (گرجوں اور کیساؤں کو) مزین کیا۔ [سنن ابی داود كتاب الصلوة، باب في بناء المساجد ص 84 رقم الحديث: 448]

صاحب عون المعبود فرماتے ہیں: قال الخطابي: التشييد رفع البناء وتطويل. تشیید سے مراد بلند وبالا مسجد کی عمارت بنانا ہے (عون المعبود) آج اس بات کا خوب مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ اگر لوگوں نے اپنی رہائشیں بنانے میں اسراف سے کام لیا ہے تو مساجد میں بھی ایسے بے دریغ مال خرچ کیا جاتا ہے (الا ماشاء اللہ، کچھ مساجد کے علاوہ جہاں واقع ضرورت ہوتی ہے) کہ اگر ایک مسجد کی بجائے دس مساجد بھی تعمیر کی جائیں تو ان کے لیے اتنا سرمایہ کافی ہوتا۔ شریعت کی اس مخالفت نے مسجد کا وہ مقام دل میں نہیں بیٹھنے دیا جو ہونا چاہیے تھا۔

## مساجد کی عظمت اور مقام کیسے بحال ہوسکتا ہے؟

### 1۔ تقویٰ واخلاص

ہر عمل کی بنیاد اللہ تعالیٰ کا ڈر اور تقویٰ ہے۔ بڑے سے بڑا عمل اگر تقویٰ سے خالی ہو اور اخلاص نہ ہو تو اکارت وبرباد ہوجائے گا۔ آج کل اکثر وبیشتر مساجد کی تعمیر میں بنانے والے کے نام کی تختی لگانا ضروری ہوتی ہے۔ حتی کہ بعض مساجد میں تو مووی بھی بنتی ہے، جو قطعاً حرام ہے۔ جبکہ خرچ کرنے والے کے لیے لازمی ہے کہ ایسی نمود ونمائش سے قطعاً گریز

کرے کہ جس میں ریا کا شائبہ تک بھی ہو۔ مساجد کے ناظمین پہلے کسی اور کی تختی لگاتے ہیں اس سے حالات بگڑ جائیں تو کسی اور کی تختی لگادی جاتی ہے۔ طرفین سے اخلاص اور تقویٰ برائے نام ہوتا ہے۔ مساجد میں اللہ کے ڈر سے زیادہ تو مسجد بنانے والے اور ناظم کا ڈر ہوتا ہے۔ اگر اخلاص اور تقویٰ پیدا ہو جائے تو یہ خرافات بھی ختم ہوں گی اور لوگوں کے دل میں مسجد کا مقام بھی بحال ہوگا، وگرنہ مسجد سے زیادہ بنانے والے کا ہی مقام ہوگا۔

**2۔ عمل وکردار**

اللہ تعالیٰ کا واضح فرمان ہے: **یاایھاالذین امنوا لم تقولون مالاتفعلون** (الصف: ۲) اے ایمان والو! وہ بات کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے۔ ممبر رسول ﷺ پر جو بات کی جائے علماء کو اس پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔ جب لوگ علماء میں بدعملی دیکھتے ہیں تو مساجد کا وہ احترام نہیں رہتا۔ جس کی ایک مثال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: **واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولاتفرقوا** (ال عمران: ۱۰۳) اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور فرقے فرقے نہ ہو جاؤ۔

آج اس آیت کی جتنی نافرمانی ہو رہی ہے شاید کبھی نہ ہوئی ہو۔ مذہبی اور مسلکی اختلاف نے ہی تو مساجد کی بے حرمتی کروائی ہے۔ کراچی و دیگر شہروں میں اس کی بہت سی مثالیں ہیں۔ مسلکی اختلاف کے علاوہ ایک اختلاف حزبیت کا ہے۔ ایک ہی مسلک حقہ کے دعویدار اس قدر حزبیت میں مبتلا ہیں کہ **اعتصام بحبل اللہ** (اتفاق واتحاد) کا شیرازہ بکھر چکا ہے۔ ممبر پر اس آیت اور دیگر بدعملی کے نمونے جب لوگ دیکھتے ہیں۔ تو نہ علماء کا احترام برقرار رہتا ہے اور نہ مساجد کا۔ اگر علماء عمل وکردار کے غازی بن جائیں تو مساجد کا احترام اور مقام ضرور بحال ہوگا۔

اذان تو اب بھی ہوتی ہے مسجد کی فضا میں اے انور
جس ضرب سے دل ہل جاتے تھے وہ ضرب لگانا بھول گئے

**3۔ مساجد میں دنیاوی مقاصد سے گریز**

مسجد میں خرید وفروخت کرنا اور گم شدہ چیز کا اعلان کرنا ممنوع ہے۔ شریعت نے اس عمل کی حوصلہ شکنی کی ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ مسجد میں خرید وفروخت کر رہا ہے تو کہو کہ اللہ تجھے نفع نہ دے اور جب کسی کو اپنی گم شدہ چیز کا اعلان کرتے پاؤ تو اسے کہو کہ اللہ تعالیٰ تجھے کبھی واپس نہ دے۔

[جامع ترمذی کتاب البیوع عن رسول اللہ ،باب النھی عن البیع فی المسجد ج2جزء40ص546رقم الحدیث:1321]

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں سویا ہوا تھا مجھے ایک شخص نے کنکر مارا، میں نے دیکھا تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ فرمانے لگے ان دونوں آدمیوں کو لاؤ، جب میں ان کو بلا کے لایا، تو انہوں نے دریافت کیا کہ تم کس قبیلہ سے یا کس شہر سے ہو؟ انہوں نے جواب دیا طائف والوں سے ہیں فرمایا: اگر تم مدینہ کے باشندے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا تم مسجد رسول میں اپنی آوازیں بلند کر رہے ہو۔ [صحیح بخاری بشرح الکرمانی کتاب الصلوۃ باب رفع الصوف فی المساجد ج4ص121رقم الحدیث:470]

ان دونوں احادیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ نہ مساجد کو دنیاوی غرض کے لیے استعمال کرنا چاہیے اور ان میں ایسا عمل نہ کرنا چاہیے کہ جو قرآن وسنت سے ثابت نہ ہو۔ ہمارا حال تو بڑا عجیب ہے کہ مسجد میں غیبت کرنا، جھوٹ بولنا، آوازیں بلند کرنا، ایک دوسرے کے خلاف منصوبہ بازی کرنا، وعظ اور تقریر میں ایک دوسرے پر تنقید سدید کرنا، ہمارے معمول میں شامل ہے۔ جب تک ان چیزوں سے مسجدیں پاک نہیں ہوں گی تو مساجد میں امن کیسے ہوگا، اور جب مساجد میں امن نہیں ہوگا۔ لوگ مساجد کا وہ احترام کیسے کریں گے جو ہونا چاہیے۔ علمائے کرام کو چاہیے کہ ان تمام باتوں سے گریز کریں تاکہ مساجد کی قدر ومنزلت برقرار ہو سکے۔

**4۔ تامل مساجد**

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **احب البلادالی اللہ مساجدھا وابغض البلادالی اللہ اسواقھا۔** اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ترین جگہ مساجد اور ناپسندیدہ جگہیں بازار ہیں۔ [صحیح مسلم کتاب المساجدومواضع الصلوۃ ،باب

فضل الحلوس فی مصلاہ بعدالصبح وفضل المساجد ج 3جزء5 ص141رقم الحدیث:671]

حکمرانوں کی پوری توجہ بازاروں کے سجانے، ان میں فحاشی کے سامان مہیا کرنے کی طرف ہے۔ آئے روز اخبارات اور میڈیا اس کی گواہی دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مساجد کی آواز انہیں ذرا نہیں بھاتی۔ اور وہ آئے روز مساجد کی پامالی اور یہاں سے اٹھنے والی وعظ وتبلیغ پر پابندیاں عائد کرتے رہتے ہیں۔ علمائے ربانیین کا حق ہے کہ اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کر کے حکمرانوں کے سامنے ڈٹ جائیں اور انہیں مساجد کی بے حرمتی سے باز رکھیں تا کہ مساجد کا تقدس اور حرمت بحال ہو سکے۔

**خلاصہ کلام**

(1) مساجد کی تعمیر صرف مخلص، نمازی اور اللہ سے ڈرنے والے کریں (2) ناظمین مساجد اور مخیر حضرات صرف اللہ کے لیے یہ اہم فریضہ سرانجام دیں، کوئی دنیاوی غرض، طمع، لالچ اور ریا مقصود نہ ہو (3) سودی روپیہ، رشوت کا مال، غصب شدہ اور ظلم سے حاصل کیا ہوا مال مساجد میں خرچ نہیں ہونا چاہیے (4) مساجد کی اصل حرمت اور عظمت کو علماء ہی جانتے ہیں، لہٰذا وہ ایسے تمام امور سے گریز کریں، جو مساجد کے شایان شان نہیں، تا کہ مساجد کی کھوئی ہوئی تقدیس بحال ہو سکے (5) وعظ وتبلیغ میں مساجد کی اہمیت بیان کی جائے تا کہ لوگ عظمت مساجد دلوں میں بٹھائیں۔ مساجد میں حق کی آواز بلند ہو اور اسی حق پر عمل پیرا ہو جائے قول وفعل میں تضاد نہ ہو (6) مساجد میں ایسا ماحول پیدا نہ کریں کہ جس سے آنے والے نمازیوں کو ہراساں کیا جائے۔ اور نہ جھوٹی شہرت کی خاطریوں پہرے کا انتظام کریں کہ جیسے جنگ جاری ہوتی ہے اور پہریداروں کی نمازیں بھی ضائع ہوں اور لوگ بھی مرعوب رہیں۔ یہ سب امور کتاب وسنت کے منہج کے خلاف ہیں۔ ان سے گریز کیا جائے تا کہ مساجد کی عظمت بحال ہو (7) حکمرانوں کی طرف سے ایسے نظام کو مساجد میں نہ آنے دیں جس سے صراط مستقیم میں رکاوٹ پیدا ہو (8) مساجد میں صرف اللہ کی وحدانیت، سنت رسول اور سلف صالحین سے ثابت شدہ دین بیان ہونا چاہیے۔ ان کے مقابلے میں بزرگوں کے اقوال، مذاہب اربعہ کا پالندہ، تقلیدی پھندہ اور فرقہ واریت پھیلانے والے مواد سے قطعاً گریز کیا جائے (9) حکومتی ٹولہ وزٹ کرے کہ کتاب وسنت کی دعوت کون دیتا ہے اور فرقہ واریت کون پھیلاتا ہے۔ مساجد کی حرمت کا کون قائل ہے اور مساجد کی بے حرمتی کون کرتا ہے تا کہ انتشار ختم ہو اور مساجد کا تقدس بحال ہو۔

**بقیہ: درس حدیث**

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بچوں پر خرچ کرنے کو صدقہ قرار دیا ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَاِنَّکَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً اِلاَّ اُجِرْتَ فِیْهَا حَتّٰی اللُّقْمَةِ تَرْفَعُهَا اِلٰی فِیْ اِمْرَاَتِکَ ’’تو جو بھی خرچ کرے گا اس پر تجھے اجر دیا جائے گا (بشرطیکہ اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہو) حتیٰ کہ جو لقمہ تو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے گا اس پر بھی تجھے اجر ملے گا۔‘‘ [ترمذی کتاب الوصایا عن رسول اللہ ﷺ باب ماجاء فی الوصیة بالثلث جزء6ص527رقم الحدیث:2112]

خاوند کے ذمہ بیوی کا تیسرا حق یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی احسن انداز سے بسر کرے اور بیوی کے لیے اپنی بود وباش کا خیال رکھے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہمارے سامنے ہے۔ آپ اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے اُن کا دل بہلاتے اور بعض اوقات ان سے مزاح وغیرہ بھی کر لیتے اور اُن کے ساتھ کھانا بھی تناول فرماتے۔

سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مومن مرد اپنی مومنہ بیوی سے بغض نہ رکھے اگر اس کی کوئی عادت اسے بھلی نہیں لگتی تو کوئی عادت اسے اچھی بھی لگتی ہوگی۔ [مسلم کتاب الرضاع باب الوصیة بالنساء ج5جزء10ص50رقم الحدیث:1469]

خاوند پر بیوی کا چوتھا حق یہ ہے کہ اگر وہ کسی شرعی عذر کی بنا پر خاوند سے علیحدہ ہونا چاہے تو وہ اپنا حق مہر واپس لے کر اسے طلاق دے دے اسے شریعت کی اصطلاح میں خلع کہا جاتا ہے۔

# شرعی وخودساختہ نظامِ عدل کا جائزہ

عطا محمد جنجوعہ

قسط نمبر 1

عدل کے لغوی معنی انصاف کے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرنے کا نام عدل ہے۔ امام الانبیاء ﷺ کے بعد خلفائے راشدین نے رنگ ونسل، زبان اور مذہب کا امتیاز کیے بغیر عدل وانصاف کے میزان کو برقرار رکھا۔ اللہ کے نظامِ عدل سے متاثر ہو کر بے شمار لوگ اسلام کی نعمت سے مالا مال ہوئے۔ خلفائے راشدین کے بعد خلافت علیٰ منہاج نبوت کے عدالتی اوصاف تدریجی انداز سے زوال پذیر ہوئے۔ تاہم عوام کی عزت، جان اور مال کو تحفظ حاصل رہا۔ اگر کوئی شخص طاقت کے نشہ میں سرشار ہو کر ظلم وتعدی پر اُتر آتا تو خلیفہ وقت اُسے عبرت ناک سزا دیتا۔

عباسی دورِ خلافت میں ایک مؤذن کپڑے سی کر روزی کماتا تھا۔ اس کی گلی میں ترک امیر کا گھر تھا۔ ایک دن شام کے وقت ترک مدہوشی میں ایک عورت کو زبردستی کھینچ رہا تھا۔ وہ عورت فریاد کر رہی تھی۔

مؤذن نے چند ساتھیوں کی مدد سے مزاحمت کی لیکن اُس کے غلاموں نے زدوکوب کر کے بھگا دیا، مناسب غور وفکر کے بعد منارہ پر چڑھ کر بے وقت اذان دی، ترک نے اُسے فجر کی اذان سمجھ کر عورت کو گھر سے نکال دیا، خلیفہ معتضم باللہ جاگ اٹھا۔ خلیفہ کے آدمی مؤذن کو پکڑ کر لے گئے تو اُس نے خلیفہ کو سارا واقعہ سنایا۔ واقعہ سن کر خلیفہ نے اُسی وقت سو آدمی روانہ کیے جو فوراً اُسے گرفتار کر کے لے آئے، تو اُس سے غضب ناک ہو کر خلیفہ معتضم نے کہا۔ میرا عہد اور دین داری میں یہ خلل؟ کیا میں وہی نہیں ہوں جس نے روم کے لشکر کو مار بھگایا۔ قیصر کو شکست دی، آج میرے عدل ودبدبے کے باعث بھیڑ اور بھیڑیا ایک جگہ پانی پی رہے ہیں، تجھے یہ جرأت کیوں کر ہوئی کہ تو ایک عورت کو زبردستی پکڑے؟ لوگ تجھے نیک عملی کی تلقین کریں اور تو اُن کو زدوکوب کرے؟ اس کے بعد اس امیر کو ایک بورے میں ڈالا گیا، کس کر باندھ دیا گیا، پھر لاٹھیاں مار مار کر اس کی ہڈیاں چورہ چورہ کر دی گئیں پھر اس بورے کو دجلہ میں پھینک دیا گیا۔" [ماخوذ، اللہ کا نظام عدل، ص:۶۲۱، ازمولانا حمید عباسی]

بلاشبہ وہ حکومت کے باغیوں کے مقابلے میں نرمی روا نہ رکھتے تھے لیکن وہ عام رعایا کے لیے عادل تھے۔ خلافت اسلامیہ کے دور میں چند مختار مسلم ریاستیں قائم ہوئیں۔ تاہم اُن کی عدالتوں میں بھی اسلامی قانون نافذ تھا۔ البتہ یورپی اقوام جن جن مسلم ریاستوں پر قابض ہوئے، انہوں نے شرعی نظام عدل کو درہم برہم کر دیا اور اس کے متبادل خودساختہ نظامِ عدل نافذ کیا۔

سید مودودیؒ نے اعتراف کیا ہے: "اسلامی شریعت کی تنسیخ کا سلسلہ سب سے پہلے ہندوستان میں شروع ہوا، جہاں انگریز تسلط کے بعد بھی ایک مدت تک شریعت ہی کو قانون کی حیثیت حاصل تھی۔ چناں چہ ۱۷۹۱ء تک اس ملک میں چور کا ہاتھ کاٹا جاتا تھا مگر اس کے بعد انگریز حکومت نے بتدریج اسلامی قوانین کو دوسرے قوانین سے بدلنا شروع کیا یہاں تک کہ انیسویں صدی کے وسط تک پہنچتے پہنچتے پوری شریعت منسوخ ہوگئی اس کا صرف وہ حصہ مسلمانوں کے پرسنل لاء کی حیثیت سے باقی رہنے دیا گیا جو نکاح، طلاق وغیرہ کے مسائل سے متعلق تھا۔

مصری حکومت نے ۱۸۷۴ء میں اپنے قانونی نظام کو فرنچ کوڈ کے مطابق بدل لیا اور محض نکاح، طلاق اور وراثت وغیرہ کے مسائل قاضیوں کے دائرہ اختیار میں چھوڑ دیئے گئے۔ اس کے بعد ترکی اور البانیہ نے ایک قدم آگے بڑھا کر مسلمانوں کے پرسنل لاء میں بھی وہ کھلی کھلی تحریفات کر ڈالیں جن کی جرأت کوئی مسلم حکومت بھی نہ کر سکی تھی"

سید صاحبؒ اس کے بعد لکھتے ہیں: "اب صرف افغانستان اور

سعودی عرب، دو ہی ملک دنیا میں ایسے رہ گئے ہیں جہاں شریعت کو ملکی قانون کی حیثیت حاصل ہے اگرچہ شریعت کی روح وہاں سے بھی غائب ہے۔"
[تحریک آزادی ہند اور مسلمان حصہ دوئم، ص: ۳۳۷]

افغانستان میں رائج شرعی نظام صیہونی تنظیم کو ایک آنکھ نہ بھاتا تھا۔ امریکہ نے نائن الیون کا بہانہ تراش کر افغانستان پر حملہ کر دیا۔ کابل پر قابض ہو کر اسلام کے معاشی، سیاسی اور عدالتی نظامِ عدل کو درہم برہم کر دیا اور اس کے متبادل سیکولر نظام نافذ کر دیا۔ افغانستان سے ملحقہ پاکستان کی ریاست سوات میں شرعی نظام عدل کی روح باقی تھی۔

محترم حنیف خالد سیاسی ایڈیشن میں لکھتے ہیں: "وادی سوات کے عوام ہمیشہ سے شرعی نظامِ عدل کے تحت زندگیاں گزارتے رہے ہیں۔ ۱۹۹۶ء میں چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر یحییٰ خان کے دور میں مذاکرات کے بعد والی ریاست نے اپنی ریاست کا پاکستان سے الحاق کر دیا۔ تو اس معاہدہ کی بنیادی شق بھی یہی تھی کہ پاکستان سے الحاق کے بعد بھی وادئ سوات میں صدیوں سے جاری شرعی نظامِ عدل جاری رکھا جائے گا۔

صوبہ سرحد کی سیف اللہ فیملی کے چشم و چراغ اور فیلڈ مارشل ایوب خان کے قریبی رشتہ دار سابق وفاقی وزیر سلیم سیف اللہ خان نے سوات میں نفاذ شریعت محمدی کے متعلق حکومت اور تحریک کے معاہدے کی تفصیلات بتائیں۔ اُن کا کہنا تھا ریاست سوات جو آج کے نصف درجن کے لگ بھگ اضلاع پر مشتمل ہے، ایوبی دور میں خود مختار ریاست تھی۔ ایوب خان نے اسب، چترال، دیر کی ریاستوں کا الحاق پاکستان کے ساتھ کرالیا تھا۔

یحییٰ خان کے دور میں ۷۰-۱۹۶۹ء میں والی ریاست گل جہاں زیب نے آخری ریاست سوات کا الحاق پاکستان کے ساتھ کیا۔ الحاق معاہدہ میں درج تھا کہ صدیوں سے ریاست سوات میں رائج قرآن وسنت کا جو شرعی نظام چلا آ رہا ہے۔ وہ پاکستان کے ساتھ الحاق کے باوجود ریاست سوات میں مسلسل نافذ رکھا جائے گا۔

سلیم سیف اللہ کے مطابق پاکستان کے ساتھ الحاق تک، سوات میں جرائم نہ ہونے کے برابر تھے۔ قتل کی واردات تو ڈھونڈے سے بھی نہ ملتی تھی۔ صدیوں سے غیر منقسم ہندوستان اور دوسرے ممالک کے سیاح سوات آیا جایا کرتے تھے۔ سوات میں ہر ایک کی جان و مال محفوظ تھے۔ سوات کے والی کے صوبیدار انکم ٹیکس کی بجائے اسلامی نظام کے مطابق سالانہ اڑھائی فی صد زکوۃ، اراضی اور باغات کی پیداوار کا دسواں حصہ (عشر) وصول کرتے تھے، اس آمدنی سے ریاست سوات میں سڑکیں، پل اور دوسری مقامی ضروریات کا انفراسٹرکچر بنایا جاتا تھا۔ لوگ خوش حال تھے، وادئ سوات کی حدود میں نہ صرف لڑکوں کے بلکہ لڑکیوں کے سکول بطریق احسن کام کیا کرتے تھے۔ کوئی انتہا پسند و دہشت گرد نہ تھا۔ مگر آہستہ آہستہ انگریز کا قانون نافذ ہونے سے جب وہاں کے لوگوں کو پاکستان کے باقی حصوں کی طرح انصاف ملنا مشکل ہو گیا تو نا انصافی کے شکار سوات کے لوگوں نے قانون ہاتھ میں لینا شروع کیا۔ سلیم سیف اللہ نے معاہدے پر حکومت اور تحریک کے لیڈروں کو مبارک باد دی، [روزنامہ جنگ ۲۰۰۹ء]

صیہونی چیلوں نے سوات میں دہشت گرد کارروائیاں کر کے مقامی آبادی کو مزاحمت کرنے پر مجبور کر دیا۔ پاک فوج کو حکومتی رٹ بحال کرنے کے لیے آپریشن کرنا پڑا۔ ۲۵ لاکھ سے زیادہ مقامی آبادی کو نقل مکانی کرنی پڑی۔ اس طرح شرعی نظامِ عدل کا معاہدہ دفن ہو کر رہ گیا اور مستقبل میں سیکولر نظام رائج کرنے کی راہ ہموار ہو گئی۔

صیہونی تنظیم کی منشا ہے کہ اُن کی نئی نسل تو اپنے مذہب سے والہانہ رہے لیکن غیر یہودی ملحد ہو کر دینی حمیت سے محروم ہو جائیں۔ صیہونی تھنک ٹینک نے ہیومنزم کو متعارف کرایا کہ انسان اپنا خدا خود ہے، وہ اپنی زندگی کے فیصلے کرنے میں خود مختار اور آزاد ہے۔ کوئی آسمانی ہستی ایسی نہیں جس کی اطاعت انسان پر فرض ہو۔ چوں کہ یہ نظریہ مذہب سے صریح متصادم تھا۔ اس کو خاطر خواہ پذیرائی حاصل نہ ہو سکی۔ چنانچہ ہیومنزم کے ردِ عمل میں سیکولرازم کا نظریہ پیش کیا گیا کہ اگر کوئی خدا کو ماننا چاہتا ہے تو اپنی پرائیویٹ زندگی میں مان لے، لیکن معاشرہ اور ریاست کے اجتماعی امور میں خدائی ہدایات کا عمل دخل نہیں ہونا چاہیے۔

اہل مغرب میں سیکولر نظریہ کے پرچار کے لیے آزادی، مساوات اور اخوت کے نعروں کی گونج قریہ قریہ پہنچ گئی۔ انہوں نے نہ صرف ملکی قانون

اور بین الاقوامی ضابطوں کو سیکولر بنیاد پر استوار کیا بلکہ وہ دنیا بھر خصوصاً مسلم دنیا میں نافذ کرنے کے لیے سرگرم عمل ہو گئے۔ یورپی اقوام نے مسلم دنیا پر تسلط کے دوران سیکولر نظام عدل رائج کیا۔ انہوں نے بعض مسلم لیڈروں کو اس حد تک ہم نوا بنالیا، جو نفاذ شریعت کے طریقہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے فخریہ انداز میں جواب دیتے ہیں کہ ہم صرف اُس قانون کو شریعت مانتے ہیں جس کو عوام کا منتخب ادارہ منظور کرے۔ یہ سیکولر نظام کی عکاسی نہیں تو اور کیا ہے؟

جس وقت اہل سوات نے شرعی نظام کی بحالی کا مطالبہ کیا تو اُس وقت ممکنہ خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں پاکستان کے دیگر حصوں میں شرعی عدل کی تحریک مقبولیت حاصل نہ کر جائے۔ اس دوران پاکستان میں خود ساختہ نظامِ عدل کی آزادی کی تحریک میں شدت آگئی اور لانگ مارچ تک نوبت پہنچ گئی۔ عوام نے سڑکوں پر نکل کر دل کا غبار نکال لیا۔ حکومت نے ۱۵ مارچ ۲۰۰۹ کی شب، ملک میں آزاد عدلیہ کے حکام اور افتخار محمد چوہدری کی بحالی کا اعلان کر دیا۔ عوام عدل کے نام پر قربانیاں دے کر مطمئن ہو گئے۔ یہی وجہ ہے کہ عوام ڈرون حملوں کے خلاف احتجاج کے لیے سڑکوں پر آنے کے لیے قطعاً تیار نہیں۔

میڈیا کے مطابق فیصل آباد کرائم میں پہلے نمبر پر رہا۔ جہاں ۵ ماہ میں ۱۲۵۹۶ مقدمات درج ہوئے۔ مزید وضاحت سے لکھا ہے کہ ایک سال کے دوران قتل کے ۲۰۴ مقدمات، اقدام قتل کے ۲۱۸، زیادتی کے ۶۴، نقب زنی کے ۳۲۹ مقدمات درج ہوئے۔ [روزنامہ ایکسپریس ۲۰۰۹ء]

توجہ طلب پہلو یہ ہے کہ خود ساختہ نظامِ عدل کی آزادی اور چیف جسٹس کی بحالی کا عوام کو کیا ریلیف ملا۔ سکول جانے والی بچیوں سے گینگ ریپ کے واقعات، خرکاروں کے ہاتھوں بچوں کا اغواء، معمولی تنازعہ پر قتل وغارت کی نوبت، دن دیہاڑے ڈاکے اور رات کو نقب زنی کی وارداتیں روزمرہ زندگی کا معمول بن چکے ہیں۔ ان میں ذرہ برابر کمی نہیں ہوئی بلکہ پہلے کی نسبت اضافہ جاری ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ خود ساختہ نظامِ عدل کے قوانین، جرائم کی شرح کو کم کرنے سے قاصر ہیں کیوں کہ خود ساختہ عدل کی بنیاد سیکولر نظریہ پر ہے کہ انسان خود خیر وشر میں تمیز کر سکتا ہے۔ اسے معاشرہ اور ریاستی قوانین وضع کرنے کے لیے کسی آسمانی ہدایت کی ضرورت نہیں۔

باعث تعجب ہے کہ اگر انسان خیر وشر میں خود تمیز کر سکتا تو دوسروں کے حقوق غصب کرنے کے واقعات قطعاً رونما نہ ہوتے۔ وہ معصوم بچیوں سے درندگی کا مظاہرہ نہ کرتا، ننھے منھے پھولوں کو ماں کی شفقت اور تعلیم کے زیور سے محروم کر کے خرکاری کے کام میں نہ لگاتا۔ چند ایکڑ وراثتی زمین کی حرص میں اپنے بھائی کا گلا نہ گھونٹ دیتا اور اپنی بہن کی شادی قرآن سے نہ کرتا، بوڑھے والدین کی خدمت سے جی چرا کر ان کو اولڈ ہاؤس نہ منتقل کرتا۔ اگر انسان خیر وشر میں بخوبی ادراک کر سکتا تو رشتے ناطے طے کرنے کے بعد طلاق کی نوبت نہ آتی۔ جرائم کا ارتکاب کر کے جیل کی تنگ وتاریک کوٹھڑی میں پاگل نہ ہوتا۔ اگر تمیز کرنے پر ہمہ وقت قادر نہیں تو شر کی روک تھام کے لیے پائیدار قوانین کیسے وضع کر سکتا ہے۔ اگر وہ خود بنائے گا تو یقیناً اس میں ذات، برادری اور جماعتی مفاد کو ترجیح دے گا۔

ماں اپنے بچوں کی پرورش اور نگہداشت میں محتاط رویہ اختیار کرتی ہے۔ معصوم بچہ دہکتے کوئلوں کی طرف لپکے، آفتاب کی تپش یا تاریک آندھی میں گھر کی چاردیواری سے نکلنے کے لیے اصرار کرے تو شفیق ماں بچے کو زدوکوب کرتی ہے۔ اس مار کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ بچے کو مستقبل میں کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے۔ اس زدوکوب کو دیکھ کر دوسرے عبرت حاصل کرتے ہیں۔ خالق کائنات نے انسان کو تخلیق کیا تو اُس کو شر کے امور سے بچانے اور خیر کا راستہ دکھانے کے لیے انبیائے کرام ؑ مبعوث فرمائے۔ رشد وہدایت کے ضابطے آسمانی کتب وصحائف کی صورت میں نازل کیے۔

اگر کوئی شیطانی بہکاوے میں آ کر جرم کا ارتکاب کرتا ہے تو ماں سے ستر گنا زیادہ رحیم وکریم نے جرائم کے سد باب کے لیے سزاؤں کا تعین کر دیا تاکہ عارضی زندگی میں سزا بھگت کر آخرت کے دائمی عذاب سے بچ جائیں۔ سزا کا مظاہرہ دیکھ کر دوسرے خود بخود عبرت حاصل کریں۔ کسی کو دوسروں کے حقوق پامال کرنے کی جرأت نہ ہو۔ شرعی نظامِ عدل سے معاشرہ میں امیر، غریب کی عزت، جان اور مال کو تحفظ حاصل ہوتا ہے۔

(جاری ہے)

# انسانی عظمت کا منشور: خطبہ حجۃ الوداع

محمد عباس طور، تاندلیانوالہ فیصل آباد

قسط نمبر ۱

فتح مکہ اور تطہیر کعبہ کے بعد اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ ادا فرمایا تھا لیکن ابھی تک باقاعدہ حج نہیں کیا تھا، وحی الٰہی کے لطیف اشاروں اور تکمیل دین کی خوشخبری سے یہ اندازہ ہو چلا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مشن تکمیل پذیر ہو چکا ہے۔ اس لیے ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجمع عام میں اسلام کے بنیادی اُصولوں اور مسائل حج بیان فرمائیں۔ چنانچہ اعلان کر دیا گیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس سال حج کے لیے تشریف لے جائیں گے۔ اس خبر کا پھیلنا تھا کہ ہر طرف سے مسلمانوں کا سیلاب اُمڈ آیا اور اس حج میں کم وبیش 1,25,000 (ایک لاکھ پچیس ہزار) فرزندانِ توحید نے شمولیت کا شرف حاصل کیا۔

یہ حج 10 ہجری میں ادا ہوا اور تاریخ اسلام میں ''حجۃ الوداع'' کے نام سے موسوم ہے۔ یہ وہ واحد اور منفرد حج ہے جو فرضیتِ حج کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا فرمایا۔ اسلام کا رکن ہونے کی حیثیت سے نہ اس سے پہلے حج کیا اور نہ بعد میں۔ ''حجۃ الوداع'' کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ''منیٰ'' اور ''یوم عرفہ'' کے خطبات میں مسلمانوں کو وداع (اللہ حافظ) کہہ دیا تھا۔ اس حج کے دوران میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے 9 ذوالحجہ کو ظہر کے بعد اونٹنی پر سوار ہو کر عرفات کے میدان میں خطبہ ارشاد فرمایا جسے ''خطبہ حجۃ الوداع'' کہا جاتا ہے۔ یہ خطبہ اسلامی تعلیمات کا نچوڑ اور خلاصہ ہے اور پوری انسانیت کے لیے مشعلِ راہ ہے۔

جب دعوت وتبلیغ کا کام پورا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کی الوہیت کے اثبات اس کے ماسوا کی الوہیت کی نفی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی بنیاد پر ایک نئے معاشرے کی تعمیر وتشکیل عمل میں آ گئی۔ اب گویا غیبی ہاتھ آپ کے قلب وشعور کو یہ احساس دلا رہا تھا کہ دنیا میں آپ کے قیام کا زمانہ اِختتام کے قریب ہے۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو 10 ہجری میں یمن کا گورنر بنا کر روانہ فرمایا تو رخصت کرتے ہوئے من جملہ اور باتوں کے فرمایا: اے معاذ! غالباً تم مجھے اس سال کے بعد نہ مل سکو گے بلکہ غالباً میری اس مسجد اور میری قبر کے پاس سے گزرو گے، حضرت معاذؓ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کے غم میں رونے لگے۔

درحقیقت اللہ چاہتا تھا کہ اپنے پیغمبر صلی اللہ علی وسلم کو اس دعوت کے ثمرات دکھلا دے، جس کی راہ میں آپ نے 23 برس تک طرح طرح کی مشکلات اور مشقتیں برداشت کی تھیں اور اس کی صورت یہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حج کے موقعہ پر اطراف مکہ میں قبائل عرب کے افراد ونمائندگان کے ساتھ جمع ہوں۔ پھر وہ آپ سے دین کے احکام وشرائع حاصل کریں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے شہادت لیں کہ آپ نے امانت ادا کر دی ہے یعنی پیغام رب تعالیٰ کی تبلیغ فرما دی ہے اور اُمت کی خیر خواہی کا حق ادا فرما دیا ہے۔

## خطبہ حجۃ الوداع کے لیے تیاری

اس مشیت ایزدی کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس تاریخی حج مبرور کے لیے اپنے ارادے کا اعلان فرمایا تو مسلمانانِ عرب جوق در جوق پہنچنا شروع ہو گئے۔ ہر ایک کی آرزو تھی کہ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ پا کو اپنے لیے نشانِ راہ بنائے اور آپ کی اقتداء کرے۔ [صحیح مسلم باب حجۃ النبی ج ا ص 394]

پھر ہفتہ کے دن جبکہ ذیقعدہ میں چار دن باقی تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کی تیاری فرمائی۔ بالوں میں کنگھی کی، تیل لگایا، تہبند پہنا،

چادر اُوڑھی، قربانی کے جانور کو قلادہ پہنایا اور ظہر کے بعد کوچ فرمایا۔ عصر سے پہلے ذوالحلیفہ پہنچ گئے وہاں عصر کی نماز دو رکعت پڑھی اور رات بھر خیمہ زن رہے۔ صبح ہوئی تو صحابہ کرامؓ سے فرمایا: ''رات میرے پروردگار کی طرف سے ایک آنے والے نے آکر کہا کہ اس مبارک وادی میں نماز پڑھو اور کہو حج میں عمرہ ہے۔ [صحیح بخاری ج 1 ص 207]

پھر ظہر کی نماز سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کے لیے غسل فرمایا۔ اس کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے جسم اطہر اور سر مبارک میں اپنے ہاتھ سے ذریرہ اور مشک آمیز خوشبو لگائی خوشبو کی چمک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ اور داڑھی میں دکھائی پڑتی تھی مگر آپ نے یہ خوشبو دھوئی نہیں بلکہ برقرار رکھی۔ پھر اپنا تہبند پہنا، چادر اُوڑھی، دو رکعت ظہر کی نماز پڑھی اس کے بعد مصلیٰ پر ہی حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھتے ہوئے صدائے لبیک بلند کی پھر باہر تشریف لائے، قصواء اونٹنی پر سوار ہوئے اور دوبارہ صدائے لبیک بلند کی اس کے بعد اونٹنی پر سوار کھلے میدان میں تشریف لے گئے تو وہاں بھی لبیک پکارا۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سفر جاری رکھا۔ ہفتہ بھر بعد جب آپ سر شام مکہ کے قریب پہنچے تو ذی طوی میں ٹھہر گئے۔ وہیں رات گزاری اور فجر کی نماز پڑھ کر غسل فرمایا پھر مکہ مکرمہ میں صبح تازہ دم داخل ہوئے۔ یہ اتوار 4 ذوالحجہ 10 ہجری کا دن تھا۔ راستے میں آٹھ راتیں گزاری تھیں اوسط رفتار سے اس مسافت کا یہی حساب بھی ہے۔

مسجد حرام میں پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ پھر صفا و مروہ کے درمیان سعی کی مگر احرام نہیں کھولا کیونکہ آپ نے حج و عمرہ کا احرام ایک ساتھ باندھا تھا اور اپنے ساتھ ہدی (قربانی کے جانور) لائے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو حکم دیا کہ اپنا احرام عمرہ میں تبدیل کر دیں اور بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کر کے پوری طرح حلال ہو جائیں لیکن چونکہ آپ خود حلال نہیں ہو رہے تھے۔ طواف و سعی سے فارغ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالائی مکہ میں حجون کے پاس قیام فرمایا لیکن دوبارہ طواف حج کے سوا کوئی اور طواف نہیں کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو صحابہ کرامؓ اپنے ساتھ ہدی (قربانی کا جانور) نہیں لائے تھے آپ نے انہیں حکم دیا کہ اپنا احرام عمرہ میں تبدیل کر دیں اور بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کر کے پوری طرح حلال ہو جائیں لیکن چونکہ آپ خود حلال نہیں ہو رہے تھے اس لیے صحابہ کرامؓ کو تردد ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں اپنے معاملے کی وہ بات پہلے جان گیا ہوتا جو بعد میں معلوم ہوئی تو میں ہدی (قربانی کا جانور) نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ ہدی نہ ہوتی تو میں بھی حلال ہو جاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سن کر صحابہ کرامؓ نے سر اطاعت خم کر دیا اور جن کے پاس ہدی نہ تھی وہ حلال ہو گئے۔

آٹھ ذوالحجہ ترویہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ تشریف لے گئے اور وہاں 9 ذوالحجہ کی صبح تک قیام فرمایا۔ ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر (پانچ وقت) کی نمازیں وہیں پڑھیں، پھر اتنی دیر توقف فرمایا کہ سورج طلوع ہو گیا۔ اس کے بعد عرفہ کو چل پڑے، وہاں پہنچے تو وادی نمرہ میں قبہ تیار تھا، اسی میں نزول فرمایا۔ جب سورج ڈھل گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے قصواء پر کجاوہ کسا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بطن وادی میں تشریف لے گئے۔ اس وقت آپ کے گرد ایک لاکھ چوالیس ہزار انسانوں کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان ایک جامع خطبہ ارشاد فرمایا۔

## تاریخی خطبہ حجۃ الوداع

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگو میری بات سُن لو! کیونکہ میں نہیں جانتا شاید اس سال کے بعد اس مقام پر میں تم کو کبھی مل سکوں'' [سیرت ابن ہشام ج 2 ص 603] تمہارا خون اور تمہارا مال ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہے۔ جس طرح تمہارے آج کے دن کی، رواں مہینے کی اور موجودہ شہر کی حرمت ہے۔ سن لو! جاہلیت کی ہر چیز میرے پاؤں تلے روندی گئی، جاہلیت کے خون بھی ختم کر دیئے گئے اور ہمارے خون میں سے پہلا خون جسے میں ختم کر رہا ہوں وہ ربیعہ بن حارث کا ہے۔ یہ بنو سعد میں دودھ پی رہا تھا کہ انہی ایام میں قبیلہ ہذیل نے اُسے قتل کر دیا۔

جاہلیت کا سود ختم کر دیا گیا اور ہمارے سود میں سے پہلا سود جسے میں ختم کر رہا ہوں۔ میرے چچا جان عباسؓ بن عبدالمطلب کا سود ہے، اب یہ سارا کا سارا سود ختم ہے۔ ہاں! عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ تم نے انھیں اللہ کی امانت کے ساتھ لیا ہے اور اللہ کے کلمے کے ذریعے حلال کیا ہے۔ ان پر تمھارا حق یہ ہے کہ وہ تمھارے بستر پر کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جو تمھیں گوارا نہیں، اگر وہ ایسا کریں تو تم انھیں مار سکتے ہو۔

لیکن سخت نہ مارنا اور تم پر ان کا حق یہ ہے کہ تم انھیں معروف طریقہ کے ساتھ کھلاؤ اور پلاؤ اور میں تم میں ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم نے اُسے مضبوطی سے پکڑے رکھا تو اس کے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے اور وہ اللہ کی کتاب ہے۔

[صحیح مسلم باب حجۃ النبیؐ ج1 ص397]

لوگو یاد رکھو! میرے بعد کوئی نبی اور تمھارے بعد کوئی اُمت نہیں اپنے رب کی عبادت کرنا، پانچ وقت کی نماز پڑھنا، رمضان کے روزے رکھنا، خوشی خوشی اپنے مال کی زکوٰۃ دینا، اپنے پروردگار کے گھر کا حج کرنا اور اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرنا ایسا کرو گے تو اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہو گے۔

[رحمت اللعالمین ج1 ص263]

تم سے میرے متعلق پوچھا جانے والا ہے تو تم لوگ کیا کہو گے؟ صحابہ کرامؓ نے کہا ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کر دی۔ پیغام پہنچا دیا اور خیر خواہی کا حق ادا فرما دیا، یہ سن کر آپؐ نے انگشت شہادت کو آسمان کی طرف اُٹھایا اور لوگوں کی طرف جھکاتے ہوئے تین بار فرمایا: اے اللہ گواہ رہنا۔ [صحیح مسلم ج1 ص392]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو ربیعہؓ بن اُمیہ بن خلف اپنی بلند آواز سے لوگوں تک پہنچا رہے تھے۔

[ابن ہشام ج2 ص605]

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ سے فارغ ہو چکے تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا﴾ ”آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام کو بحیثیت دین پسند کر لیا۔“ [الانعام:7]

حضرت عمر فاروقؓ نے جب یہ آیت سنی تو رونے لگے، دریافت کیا گیا کہ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا اس لیے کہ کمال کے بعد زوال ہی تو ہے۔ [رحمۃ اللعالمین ج1 ص265]

خطبہ کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی پھر اقامت کہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھائی اس کے بعد حضرت بلالؓ نے پھر اقامت کہی اور آپؐ نے عصر کی نماز پڑھی اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی اور نماز نہیں پڑھی۔ اس کے بعد سوار ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جائے وقوف پر تشریف لے گئے۔ اپنی اونٹنی قصواء کا شکم چٹانوں کی جانب کیا اور جبلِ مشاۃ (پیدل چلنے والوں کی راہ میں ریتلے تودے) کو سامنے کیا اور قبلہ رُخ مسلسل (اسی حالت میں) وقوف فرمایا یہاں تک کہ سورج غروب ہونے لگا۔

تھوڑی زردی ختم ہوئی پھر سورج کی ٹکیہ غائب ہو گئی اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُسامہ کو پیچھے بٹھایا اور وہاں سے روانہ ہو کر مزدلفہ تشریف لائے۔ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک اذان اور دو اقامت سے پڑھیں اور ان دو نمازوں کے درمیان کوئی نفل نماز نہیں پڑھی۔ اس کے بعد آپ لیٹ گئے اور طلوع فجر تک لیٹے رہے۔ البتہ صبح ہوتے ہی اذان واقامت کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی۔ اس کے بعد قصواء پر سوار ہو کر مشعر حرام تشریف لائے اور قبلہ رُخ ہو کر اللہ سے دعا کی اور اس کی تکبیر و تحلیل اور توحید کے کلمات کہے اور یہاں اتنی دیر تک ٹھہرے کہ خوب اُجالا ہو گیا۔ اس کے بعد سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے منی کے لیے روانہ ہو گئے اور اب کی بار حضرت فضل بن عباسؓ کو اپنے پیچھے سوار کیا بطن محشر میں پہنچے۔ سواری کو ذرا تیزی سے دوڑایا، پھر جو درمیانی راستہ جمرہ کبریٰ پر نکلتا تھا اس سے چل کر جمرہ کبریٰ پر پہنچے۔

(جاری ہے)

# وضو کے شرعی و طبی فوائد

قاری ابوبکر عاصم

دین اسلام کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے پسند فرمایا اور اس کو ہمارے لیے نعمت بنادیا۔ اسلام کا ہر عمل اور ہر کام آسان سے آسان تر ہے اور اس کے بے شمار فوائد ہیں۔ وضو بھی اسلام کے احکامات میں سے ایک حکم ہے اور یہ ایسا سنہری حکم ہے جو کسی بھی مذہب میں نہیں پایا جاتا۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جس سے انسانی بدن ہر قسم کی نجاست سے پاک اور صاف ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص وضو کرتا ہے اور وضو کرتے ہوئے کلی کرتا ہے اور ناک میں پانی ڈالتا ہے تو اس کے منہ اور ناک سے گناہ نکل جاتے ہیں حتیٰ کہ اس کی آنکھوں کے پپوٹوں سے بھی نکل جاتے ہیں پھر جب اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھ سے بھی گناہ نکل جاتے ہیں پھر جب سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر سے بھی گناہ نکل جاتے ہیں حتیٰ کہ اس کے کانوں سے بھی نکل جاتے ہیں پھر جب اپنے پاؤں دھوتا ہے تو اس کے پاؤں سے بھی گناہ نکل جاتے ہیں حتیٰ کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں پھر اس کی نماز اور اس کا مسجد کی طرف چل کر جانا مزید درجات میں بلندی کا باعث ہوتا ہے۔[ابن ماجہ:282]

گناہوں کو اس حدیث میں میل کچیل سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اس طرح میل کچیل کے ساتھ ساتھ انسان گناہوں سے بھی پاک ہو جاتا ہے اور ایسے جراثیم جو ان راستوں کے ذریعہ سے جسم میں داخل ہو کر مہلک امراض کا سبب بنتے ہیں ان بیماریوں کے لیے سد باب بھی بن جاتا ہے، وضو کا ہر جز صحت و تندرستی کی راہ میں آنے والی ہر رکاوٹ کو ختم کرنے کے لیے اپنا کردار کس طرح ادا کرتا ہے اب ہم اس کا ملاحظہ کرتے ہیں۔

**ہاتھوں کو دھونا** وضو میں پہلے ہاتھ دھوئے جاتے ہیں تاکہ بعد ازاں کلی کے وقت گندے ہاتھوں کے ذریعے جراثیم منہ میں داخل نہ ہو جائیں جو متعدد بیماریوں کا سبب بنتے ہیں۔ موجودہ مشینی دور میں انسان بہت مصروف ہو گیا ہے اس دوران انسانی ہاتھ بعض ایسے جراثیم سے بھی لگتے ہیں جن کا ہاتھ پر تادیر رہنا انتہائی نقصان دہ ہے۔ اسی نقصان کے سد باب کے لیے سب سے پہلے ہاتھ دھونے کا حکم دیا گیا ہے اگر ہاتھوں کو نماز شروع ہونے سے پہلے وضو کے دوران نہ دھویا جائے تو متعدد جلدی بیماریاں جنم لے سکتی ہیں جن میں جلد کی رنگت کی خرابی، گرمی دانے، سوزش اور پھپھوندی کی بیماریاں شامل ہیں۔ الغرض وضو کے لیے دن میں پانچ مرتبہ ہاتھ دھونے سے انسان ایسی تمام برائیوں سے محفوظ رہتا ہے۔

**کلی کرنا** کلی کا اصل مقصد یہ ہے کہ جس پانی سے ہم وضو کر رہے ہیں وہ صحت کے لیے نقصان دہ تو نہیں کیونکہ کلی کرنے کے لیے ہاتھ بھی پانی کو چھوتے ہیں اور کلی سے رنگ، بُو اور ذائقے کی پہچان ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں جب ہم کھانا کھاتے ہیں تو غذائی ذرات دانتوں میں اٹک کر رہ جاتے ہیں اور پھر وہ غذائی ذرات ایک بدبودار مادہ کی شکل اختیار کر کے آہستہ آہستہ معدے میں پہنچتے رہتے ہیں اور یہی متعفن مادہ دانتوں اور مسوڑھوں کو بھی نقصان پہنچاتا ہے۔

**ناک میں پانی ڈالنا** ناک سانس لینے کا واحد ذریعہ ہے اور جس ہوا میں ہم سانس لیتے ہیں اس کے اندر بے شمار امراض پھلتے پھولتے ہیں اور ناک کے ذریعہ با آسانی جسم میں داخل ہو کر بہت نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ اگر یہی جراثیم گرد و غبار، دھول مٹی وغیرہ کے ساتھ ناک میں پہنچتے ہیں تو خطرناک امراض لاحق ہونے کا اندیشہ زور پکڑ لیتا ہے۔ اب ہم وضو کی برکت سے دن میں کم از کم پانچ مرتبہ یہ عمل کرتے ہیں اس لیے کسی قسم کا کوئی جراثیم ناک میں پرورش نہیں پا سکتا۔ ناک انسانی جسم میں ایک نہایت اہم اور قابل توجہ عضو ہے۔ ناک کی زبردست صلاحیت یہ ہے کہ یہ آواز میں گہرائی اور سرور پیدا کرتا ہے۔ نزلہ، زکام کے دوران آواز کی تبدیلی اس کی مثال کے طور پر پیش کی جا سکتی ہے۔ علاوہ ازیں ناک کے خاص فرائض میں صفائی کے کام کا بڑا دخل ہے۔ پھیپھڑوں میں جانے والی ہوا کو صاف، مرطوب اور گرم بناتی ہے، ہر آدمی کی ناک کے ذریعے تقریباً پانچ سو کعب فٹ ہوا اس کے پھیپھڑوں میں داخل ہوتی ہے۔ جب نمازی وضو کرتے وقت پانی ناک

کے اندر ڈالتا ہے تو پانی کے اندر کام کرنیوالی برقی رو ناک کے اندر غیر مرئی روؤں کو تقویت پہنچاتی ہے۔ جس کے ذریعے نتیجے کے ناک بے شمار بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔

**چہرہ دھونا** وضو کے دوران چہرہ دھونے سے نا صرف انسانی جسم از سر نو تازہ دم رہتا ہے بلکہ انسان کے چہرے پر نمودار ہونے والی جلدی بیماریوں سے بھی محفوظ رہتا ہے۔ ایک مریض کا چہرہ ہر وقت گرم رہتا ہے، ہر قسم کی ادویات استعمال کیں مگر فائدہ نہیں ہوا۔ معالج نے اُسے نماز پڑھنے کی تاکید کی، مریض حیرت انگیز طور پر چند دنوں میں تندرست ہو گیا، کیونکہ مریض نماز کے لیے وضو کرنے کی وجہ سے تندرست ہوا۔ موجودہ ایٹمی دور میں جبکہ ہر طرف ایٹمی دھماکے ہو رہے ہیں۔ ماہرین بار بار انتباہ کر رہے ہیں کہ ماحولیاتی آلودگی کی زیادتی کی اثر انگیزی سے بچنے کے لیے زیادہ سے زیادہ درخت لگائے جائیں۔ چہرے، ہاتھ اور پاؤں کو بار بار دھویا جائے ورنہ دھوئیں اور گرد و غبار کی شکل میں خطرناک کیمیکلز کھلے اعضاء پر اثر انداز ہوں گے۔ اگر دن میں پانچ مرتبہ باقاعدگی سے وضو کیا جائے تو کسی پریشانی کا شائبہ تک نہیں رہتا اور چہرے پر دانے، مہاسے وغیرہ نہیں نکلتے۔ ماہرین صحت و جلد اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ مضر صحت کریمیں، اور لوشن وغیرہ چہرے پر داغ چھوڑتے ہیں، حسن اور خوبصورتی کے لیے چہرے کا کئی بار دھویا جانا ضروری ہے۔

امریکن کونسل فار بیوٹی (ACB) کی ایک فاضل ممبر کے مطابق مسلمانوں کو کسی قسم کے کیمیاوی لوشن کی ضرورت نہیں کیونکہ ان کے اسلامی وضو سے چہرے کا غسل ہو جاتا ہے اور چہرہ کئی امراض سے بچ جاتا ہے۔ چہرے کی الرجی کے مریض اگر وضو کے وقت چہرے کو اچھی طرح دھوئیں تو الرجی کا نام و نشان نہیں رہے گا۔ وضو کے دوران تین مرتبہ چہرہ دھونے کی حکمت یہ ہے کہ پہلی دفعہ پانی ڈالنے سے چہرے پر جمی گرد، دھول اور مٹی وغیرہ نرم ہو جاتی ہے۔ دوسری دفعہ یہ میل وغیرہ اتر جاتی ہے اور تیسری دفعہ یہ چہرہ پانی سے دھل کر صاف اور شفاف ہو جاتا ہے۔ وضو کے دوران چہرے پر پانی ڈالنے سے ایک اور خطرناک مرض سے نجات مل جاتی ہے،

اس دوران بھنوؤں پر پانی لگنے سے نمی ہو جاتی ہے بھنوؤں کی خشکی سے ایک خاص مرض جنم لیتا ہے جو انسان کو بصارت سے محروم کر دیتا ہے۔ اسی طرح چہرے پر پانی ڈالنے سے انسانی آنکھوں کے امراض آشوب چشم کے مریضوں کو آنکھوں پر پانی کے چھینٹے مارنے کا مشورہ دیتے ہیں اور وہ تقریباً وہی انداز ہوتا ہے جو مسلمان چہرہ دھوتے وقت وضو کے دوران اختیار کرتا ہے۔ الغرض چہرے کا دھونا جہاں دیگر اعضاء کو فوائد بخشتا ہے وہاں پلکوں کے گرنے کے مرض کو بھی ختم کر دیتا ہے۔

**داڑھی کا خلال** چونکہ داڑھی گھنی اور گنجان ہوتی ہے اس لیے اس کی جڑوں تک پانی پہنچانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سے بالوں کی جڑیں مضبوط ہوں گی اور اس کے ساتھ عام بیماری اور چھوٹے امراض ختم ہو جاتے ہیں یا پانی کے ساتھ بہہ جاتے ہیں۔ مزید یہ کہ اگر داڑھی میں پانی رک جائے تو گردن کے پٹھوں، تھائی رائیڈ اور گلے کے امراض سے محفوظ رکھتا ہے۔

**کہنیوں تک بازو دھونا** جسم کا یہ حصہ عموماً ڈھکا رہتا ہے اگر اس حصے کو پانی یا ہوا نہ لگے تو بے شمار دماغی اور اعصابی امراض پیدا ہوتے ہیں۔ کہنی پر تین قسم کی بڑی رگیں ہوتی ہیں جن کا تعلق بالواسطہ دل، دماغ اور جگر سے ہے جب ہم کہنی دھوئیں گے تو مذکورہ تینوں اعضاء کو تقویت پہنچے گی اور وہ امراض سے محفوظ رہیں گے۔

**مسح** مسح کے بارے میں سائنسی تجربات کے سلسلے میں ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔ ایک صاحب فرانس گئے، وہ فرماتے ہیں کہ میں وہاں وضو کر رہا تھا کہ ایک آدمی غور سے کھڑا دیکھ رہا تھا میں نے محسوس کر لیا مگر میں وضو کرتا رہا۔ جب میں نے وضو مکمل کر لیا تو اس نے مجھے بلا کر پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ میں نے کہا میں مسلمان ہوں، بولا کہاں سے آئے ہو؟ میں نے جواب دیا پاکستان سے۔ کہنے لگا پاکستان میں کل کتنے پاگل خانے ہیں؟ بڑا عجیب سوال تھا میں نے کہا دو تین ہوں گے بہر حال مجھے علم نہیں۔ کہنے لگا یہ جو ابھی تم نے کیا کیا ہے؟ میں نے کہا وضو کیا ہے کہنے لگا روزانہ کرتے ہو؟ میں نے کہا روزانہ پانچ مرتبہ کرتا ہوں۔ وہ حیران ہوا اور کہنے لگا میں یہاں مینٹل ہسپتال میں سرجن ہوں اور ہر وقت تحقیق کرتا ہوں کہ لوگ پاگل

کیوں ہوتے ہیں؟ میں اب تک جس نتیجے پر پہنچا ہوں وہ یہ کہ انسان کے دماغ سے سگنل پورے جسم میں جاتے ہیں اور ہمارے جسم کے اعضاء کام کرتے ہیں۔ دماغ ہر وقت گاڑھے سیال مادے میں تیر رہا ہوتا ہے اس لیے ہم بھاگتے، دوڑتے، کودتے ہیں اور دماغ کو کچھ نہیں ہوتا۔ اگر وہ کوئی ٹھوس نصب شدہ چیز ہوتی تو بہت جلد ٹوٹ جاتی، یہ ہر وقت مائع میں رہتا ہے اس سے چند باریک باریک رگیں رابطہ کے ذریعے کے طور پر پورے بدن میں جاتی ہیں۔ سرجن نے مزید کہا کہ اگر بال بہت بڑھا دیے جائیں اور گردن کی پشت کو خشک رکھا جائے تو ان رگوں کے اندر خشکی پیدا ہو سکتی ہے اور انسان کے جسم کے اندر بھی اس کا اثر ہوتا ہے۔ کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ انسان کا دماغ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے اس لیے میں نے سوچا اس جگہ یعنی مسح والی جگہ کو دن میں دو چار بار ضرور تر کیا جائے۔ میں نے آپ کو دیکھا تو آپ نے دو چار بار منہ ہاتھ دھوئے پھر سر اور گردن کا مسح کیا اس لیے آپ لوگ کس طرح پاگل ہو سکتے ہیں۔ مزید یہ کہ مسح سے لوگنا (سن سٹروک) اور گردن توڑ بخار کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ ذرا سوچیں کہ اس سرجن کی ساری عمر کی تحقیق ایک مستحب عمل پر پہنچتی ہے تو اب ہر سنت، فرض اور واجب کے پیچھے کیا حکمتیں ہوں گی اس پر ہم جس قدر بھی اللہ کا شکر ادا کریں کم ہے کہ اس ذات پاک نے ہمیں اسلام کی نعمت سے سرفراز کیا۔

**پاؤں دھونا:** شوگر کے مریضوں کو اکثر پاؤں کی حفاظت پر زور دیا جاتا ہے کیونکہ شوگر کے مریض کو پاؤں کی انفیکشن زیادہ ہوتی ہے۔ اب اگر مریض بند جوتا استعمال کرتا ہے اور صبح و شام جوتا کھولتا ہے تو اس کے پیروں کی انفیکشن کے چانسز زیادہ ہوتے ہیں۔ یورپ کے لوگ کئی کئی دنوں تک جوتا نہیں کھولتے بلکہ رات کو جوتوں سمیت سو جاتے ہیں۔ ایسے لوگ بہت جلد پاؤں کے امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ سب سے زیادہ دھول، مٹی اور جراثیم سے ہمارے پاؤں آلودہ ہوتے ہیں اور سب سے پہلے انفیکشن شروع ہوتا ہے۔ اب اسلام نے دن میں پانچ مرتبہ پاؤں دھونے اور انگلیوں کے خلال کا حکم دیا ہے تاکہ کسی قسم کا کوئی جراثیم لگا نہ رہ سکے۔ پاؤں کو دھونے کی وجہ سے بے شمار امراض کا خاتمہ ہو جاتا ہے مثلاً ڈپریشن، بے چینی، دماغی خشکی اور نیند کی کمی جیسے مہلک امراض ختم ہو جاتے ہیں۔

**وضو اور ہائی بلڈ پریشر:** شرعی حکم ہے کہ جب غصہ ہو تو وضو کر لو۔ طبی نقطہ نظر سے جب بلڈ پریشر ہو تو وضو کر لیں۔ اب دونوں فقرات کو ملائیں تو تحقیق کی نئی راہ کھلتی ہے۔ غصے میں بلڈ پریشر ہائی ہو جاتا ہے اور دل کے مریض کا جب بلڈ پریشر ہائی ہوتا ہے تو ان دونوں امراض کا علاج وضو ہی ہے۔ ایک ماہر امراض قلب کا کہنا ہے کہ یہ میرا تجربہ ہے کہ ہائی بلڈ پریشر کے مریض کو وضو کراؤ، پھر اس کا بلڈ پریشر چیک کر، لازماً کم ہوگا۔ وضو نفسیاتی امراض کے خاتمہ کے لیے ایک بہت ہی اچھا نسخہ ہے۔ مغربی ماہرین نفسیاتی مریضوں کو روزانہ کئی بار وضو کی طرح بدن پر پانی لگواتے ہیں اور اسلام نے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ وضو کرو۔

**وضو کی ترتیب:** وضو میں پہلے ہاتھ دھونا پھر کلی کرنا، پھر ناک میں پانی چڑھانا، پھر چہرہ دھونا اور دیگر اعضاء کا دھونا یہ ایک ایسا امتزاج ہے کہ اس سے فالج اور لقوہ سے بچا جا سکتا ہے کیونکہ پہلے چہرہ دھونا اور مسح کرنا ہوتا ہے تو جسم میں بے شمار امراض پیدا ہو سکتے تھے لیکن پانی میں پہلے ہاتھوں کو ڈالا گیا جس سے جسم کا اعصابی نظام مطلع ہو گیا پھر آہستہ آہستہ چہرے اور دماغی رگوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

## ماسٹر محمد اسلم نمبردار کی وفات

گذشتہ دنوں ماسٹر محمد اسلم نمبردار چک نمبر 427 گ،ب جھوک دادو طور، تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد میں وفات پا گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم عربی ٹیچر، خوش اخلاق، ملنسار اور غریب پرور اور علماء کے ساتھ خصوصی لگاؤ رکھنے والے انسان تھے۔ مرحوم خاندان روپڑیہ کے بہت عقیدت مند تھے جب بھی لاہور آتے تو روپڑی خاندان کی معروف دینی درسگاہ "جامعہ اہلحدیث لاہور" میں ضرور تشریف لاتے۔ تمام قارئین کرام دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اُن کی بشری لغزشوں سے درگزر فرما کر انھیں جنت الفردوس عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

[دعا گو: شہادت طور جھوک دادو طور، تاندلیانوالہ
ضلع فیصل آباد 0300-4583187]

# توہم پرستی کی حقیقت اور اس کی تاریخی حیثیت

محمد احسان الحق شاہ ہاشمی

قسط نمبر 1

سوال: توہم پرستی کیا ہے؟ اس کی تاریخی حیثیت کیا ہے؟؟

جواب: توہم وہم سے ہے، وہم اس خیال کو کہتے ہیں جس کی کوئی حقیقت نہ ہو۔ توہم پرستی سے مراد ایسی سوچ ہے جو کسی خام خیالی کی بنیاد پر قائم ہو۔ اسی لئے وہم کو لاعلاج بیماری تصور کیا جاتا ہے۔ توہم پرستی کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ جب فرعونیوں کا کوئی فائدہ ہوتا تو اسے اپنا حق سمجھتے اور اگر کوئی نقصان ہو جاتا یا کوئی مصیبت آپڑتی تو اس کا الزام حضرت موسیٰ کے سر تھونپ دیتے۔ مشرکین مکہ کی اسی قسم کی توہم پرستی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿و ان تصبهم حسنة يقولوا هذه من عند الله و ان تصبهم سيئة يقولوا هذه من عندك﴾ اگر انہیں کوئی بھلائی ملے تو اسے اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اگر کو مصیبت آجائے تو اسے آپ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ [سورۃ النساء] دوسرے مقام پہ فرمایا: ﴿قل كل من عند الله﴾ کہہ دیجئے کہ (نفع نقصان) سب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ (ایضاً)

سوئے اتفاق سے اس قسم کے توہمات ہمارے اندر بھی پائے جاتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ گھر سے کسی کام سے نکلے اور سڑک پر بلی بھاگ کر گزر گئی تو واپس آگئے کہ بلی نے راستہ کاٹا ہے، ارے بھائی تمہارے کام سے بلی کا کیا تعلق، اسی طرح صاحب کسی کام سے نکلے راستے میں کسی سے ملاقات ہوگئی۔ اب آگے اتفاق سے کام نہ ہوا تو اس بندے کو منحوس قرار دیا اور کہا کہ اس کی نحوست کی وجہ سے میرا کام نہیں ہوا۔ اس قسم کی توہم پرستی کو رد کرتے ہوئے فرمایا: ﴿انما طائركم عند الله﴾ اللہ کے ہاں تمہاری اپنی بدبختی ہے (القرآن) اور فرمایا: ﴿و لا يحيق المكر السيئ الا باهله﴾ کسی بدبخت کی بدبختی اس کے اپنے سر ہوتی ہے۔ (القرآن)

دورِ جاہلیت میں سورج اور چاند گرہن کو بدشگون خیال کیا جاتا تھا نبی اکرم ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ فوت ہوئے تو اتفاق سے انہیں دنوں سورج کو گرہن لگا۔ بعض لوگ کہنے لگے کہ یہ آپ ﷺ کے بیٹے کی وفات کی وجہ سے لگا ہے، نبی کریم ﷺ نے سنا تو فرمایا کہ خسف وکسف کا کسی کی موت سے کوئی تعلق نہیں۔ آج ہمارے ہاں بھی یہ خیال پایا جاتا ہے کہ گرہن کے وقت اگر حاملہ عورت نے یوں کیا تو یہ ہو جائے وغیرہ، کیا یہ وہی جاہلانہ روش نہیں جس کی تردید آپ ﷺ 1500 سال پہلے فرما چکے ہیں؟

قدیم زمانے میں پرندوں کے ذریعے فال نکالا کرتے تھے۔ مثلاً کسی کام کے فائدہ مند یا نقصان دہ ہونے کا یقین کرنے کے لئے ایک پرندہ پکڑ کر آزاد کرتے، اگر دائیں جاتا تو خوش فہمی کا شکار ہو جاتے اور اگر بائیں جاتا تو بدگمانی کا۔ آج ہمارے ہاں بھی اس قسم کے توہمات پائے جاتے ہیں، مثلاً یہ کہ قسمت کا حال معلوم کرنے کے لئے نجومیوں کے پاس جاتے ہیں، وہ نجومی خلا کی گھپ گہرائیوں میں گم آثار زندگی سے محروم ستاروں کے حوالے سے لوگوں کو قسمت کا حال بتا کر رقم بٹورتے ہیں۔ کبھی وہ طوطے کے ذریعے فال نکالتے ہیں، کیا یہ جاہلی دور والی باتیں نہیں ہیں، اگر گھر کی منڈیر پر کوا آبیٹھا تو ہم مہمان کی آمد کی خبر سمجھ بیٹھے۔ چھینک آئی تو سمجھ لیا کہ کسی نے یاد کیا ہے۔ خوبصورت کوٹھی تعمیر کرنے کے بعد اس کی چھت کے ایک کونے پر الٹی ہنڈیا رکھ کر سمجھ لیا کہ اب نظر بد سے محفوظ ہوگئی۔

اسی طرح یہ سوچ کہ شام کو گھر میں جھاڑو نہ دینا ورنہ رزق جاتا رہے گا، بڑے شہروں میں اکثر گھر دو منزلہ ہوتے ہیں اب صاحب خانہ آئے دروازہ کھٹکھٹایا، خاتونِ خانہ نے اوپر سے دیکھا کہ اور ساتھ ہی اس کی طرف چابی پھینک دی، تو شور مچ گیا کہ ہائے اس نے اوپر سے چابی پھینکی ہے اب اس گھر پر نحوست چھا جائے دی، رات کے وقت ناخن کاٹنے کو بے برکتی کی

علامت سمجھ لیا، یہ سب شیطانی دھوکے ہیں جس کے ذریعے وہ ہمیں ان تعلیمات سے دور رکھنا چاہتا ہے جن پر عمل پیرا ہو کر ہم اللہ کی حفاظت میں آسکتے ہیں۔

صحابہ کرامؓ کا ایمان کس قدر مضبوط تھا، حضرت انسؓ کو حجاج بن یوسف کے سامنے پیش کیا گیا۔ حجاج نے طیش میں آکر انہیں قتل کی دھمکی دی تو حضرت انس نے فرمایا: اللہ کی قسم تو مجھے قتل نہیں کرسکتا کیونکہ میں آج نے صبح وہ کلمات پڑھے جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جو یہ کلمات پڑھے گا اسے کوئی بھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ یہ سن کے حجاج نے تلوار لہرائی اور انہیں قتل کرنے کے لئے آگے بڑھا لیکن پھر ایک دم پیچھے ہو گیا، پھر آگے بڑھا لیکن پھر ایک دم پیچھے ہوگیا، پھر آگے بڑھا لیکن پھر ایک دم پیچھے ہوگیا یہ دیکھ کر حضرت انسؓ نے فرمایا کہ یہ تو کیا کر رہا ہے آگے پیچھے کیوں ہوتا ہے، حجاج بولا کہ جونہی میں آگے ہوتا ہوں تیرے کندھوں پر بیٹھے دو شیر مجھ پر حملہ کرنے کو دوڑتے ہیں۔

آج لوگ سے ڈرتے اور توہمات کا شکار ہیں، بالکل ایسے ہی جیسا کہ حضرت عمرؓ کے دور میں ایک علاقہ کے لوگ اس توہم پرستی میں مبتلا تھے کہ جب تک ایک کنواری لڑکی کو دلہن بنا کر دریا میں ڈال نہ دیں گے (اسے دریا کے ساتھ بیاہ نہ دیں گے، جیسے آج کل بھی بعض علاقوں میں مسجد یا قرآن مجید وغیرہ کے ساتھ عورتوں کے نکاح کی رسومات پائی جاتی ہیں) تب تک دریا میں پانی نہیں آئے گا، جب مسلمانوں نے وہ علاقہ فتح کیا تو لڑکی کو دریا میں نہ بہانے دیا اور حضرت عمرؓ کو اس سے آگاہ کیا۔

حضرت عمرؓ نے دریا کے نام خط لکھا: ﴿ان کنت تجری بامر اللہ فجر، وان کنت تجری بامرک فلا تجر ابداً﴾ اگر تو اللہ کے حکم سے داری ہوتا ہے تو جاری ہو جا لیکن اگر تو اپنی مرضی سے بہتا ہے تو پھر کبھی بھی جاری نہ ہونا (ہمیں تیری کوئی پروا نہیں) "یہ خط جونہی دریا میں ڈالا گیا تو شیطانی توہم کا بت پاش پاش ہو گیا اور دریا ایسا جاری ہوا کہ آج تک جاری ہے۔

وہ لوگ اپنے مالوں اور کھیتوں میں غیر اللہ کے حصے مختص کر دیا کرتے تھے۔ پھر غیر اللہ کا حصہ اگر کسی آسمانی آفت کا شکار ہو جاتا تو اللہ کا حصہ ان کی طرف منتقل کر دیتے لیکن اگر اللہ کا حصہ اس آفت کا شکار ہو جاتا تو غیر اللہ کا حصہ اللہ کے نام نہ کرتے۔ [سورۃ الانعام]

آج بھی کچھ مسلمان کر رہے ہیں، پیر کے مزار کے قریب کوئی درخت مر کر، سوکھ کر یا طوفان سے گر جائے تو وہ وہیں گل ہی کیوں نہ جائے گا، مٹی سے ساتھ مٹی ہی کیوں نہ ہو جائے، کسی کو اسے وہاں سے اٹھانے کی ہمت نہیں ہوتی، ڈرتے ہیں کہ پیر صاحب ناراض ہو جائیں گے اور اگر وہ ناراض ہو گئے تو ہمارا کچھ نہیں چھوڑیں گے۔

سوچنے کی بات ہے کہ وہ نیک بزرگ اس دنیا میں نہیں نہ اسے اب یہاں کی چیزوں کی کوئی ضرورت ہے، نہ وہ ہمارے نفع اور نقصان کا مالک ہے اللہ کا فرمان ہے: ﴿لا یستطیعون نصرھم ولا انفسھم ینصرون﴾ یہ جرأت اور ایمان اللہ نے اہلحدیثوں کی قسمت میں لکھ دیا ہے کہ ان کے دلوں میں اللہ کے علاوہ کسی کا خوف نہیں ہوتا۔ آپ نے وہ CD دیکھی ہوگی جس میں اہلحدیثوں نے ایک مزار کے قریب گرے ہوئے شیشم کے درخت کو جڑوں سمیت کاٹ کر یہ ثابت کر دیا کہ فوت شدہ بزرگوں کو نہ ان چیزوں کی ضرورت ہے نہ ہی وہ کسی کا ہاتھ روک سکتے ہیں۔

میانوالی کے حکیم شفاء اللہ خان مرحوم کے والد عثمان خان بیکی خیل نے بھی بعض کمزور عقیدہ والوں کا چیلنج قبول کرتے ہوئے ایک مزار کا جھنڈا نہ صرف اتارا بلکہ اتار کر اسے تار تار بھی کر دیا تھا اور اپنے ایمان اور عمل سے یہ ثابت کر دیا تھا کہ یہ بزرگ اپنا دفاع بھی نہیں کر سکتے۔

افسوس کہ اس دور میں ویڈیو کی سہولت نہ تھی ورنہ اس کا عملی ثبوت بھی محفوظ ہوتا۔ آج ہم مشرکین عرب کی چال پر چل نکلے جہاں ہر قبیلے نے اپنے علاقے یا قبیلے کے کسی نہ کسی بزرگ کی پوجا شروع کر رکھی تھی۔ کیا خوب کیا مولانا الطاف حسین حالی نے۔

قبیلے قبیلے کا بت اک جدا تھا
کسی کا جبل تھا کسی صفا تھا
یہ عزا پہ وہ نائلہ پر فدا تھا
اسی طرح گھر گھر نیا اک خدا تھا

(جاری ہے)

# پریس ریلیز

لاہور جماعت اہلحدیث پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ ومجلس عاملہ کا مشترکہ اجلاس گزشتہ روز جامع مسجد قدس چوک دالگراں لاہور میں جماعت اہلحدیث کے مرکزی صدر حافظ عبدالغفار روپڑی کی صدارت میں ہوا۔ اجلاس میں ملک بھر سے جید علماء شیوخ اور ممبران شوریٰ وعاملہ نے شرکت کی۔ جس میں جماعت کے سیکرٹری جنرل پروفیسر میاں عبدالمجید، حافظ عبدالوہاب روپڑی، حافظ عبدالوحید روپڑی، مولانا محمد شریف حصاروی، میاں محمد سلیم شاہد، مولانا شکیل الرحمٰن ناصر، مولانا عبدالرزاق عابد اور حافظ محمد خالد انصاری، نسیم اللہ ایڈووکیٹ نے خطاب کیا۔ اجلاس میں جماعتی معاملات وملکی اور ملک کی موجودہ سیاسی صورت حال پر غور کیا گیا۔ اس موقع پر حافظ عبدالغفار روپڑی امیر جماعت اہلحدیث پاکستان نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکومت پاکستان طالبان سے سنجیدگی کے ساتھ مذاکرات کرے تاکہ وطن عزیز میں بدامنی اور خونریزی کے سلسلے کا خاتمہ ہو سکے کیونکہ اسی بدامنی نے ملکی معیشت کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ اس معاملہ میں غیر ملکی دباؤ کو خاطر میں نہ لایا جائے کیونکہ اُن سے مذاکرات ہمارا اندرونی معاملہ اور وقت کی اہم ضرورت ہے اور اس معاملہ میں عوام اپنی حکومت کی ساتھ کھڑی ہے۔

انھوں نے مزید کہا کہ اشیائے خورد ونوش کی روزانہ بڑھتی ہوئی قیمتوں نے عام آدمی کی زندگی اُجیرن کر دی ہے حکومت وقت کا فرض منصبی ہے کہ مہنگائی کو کنٹرول کرتے ہوئے عامۃ الناس کی فلاح وبہبود اور اُن کو ریلیف دینا اپنا مشن بنائے۔ انھوں نے تھر ضلع مٹھی میں قحط کی وجہ سے ہونے والے جانی نقصان پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے اسے حکومت سندھ کی نااہلی قرار دیا ہے اور وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کو بروقت قحط زدہ علاقوں کا دورہ کرنے اور اُن کے ساتھ تعاون کرنے پر خراج تحسین پیش کیا ہے انھوں نے مزید کہا کہ مٹھی کے قحط زدہ بے سہارا لوگ کے ساتھ تعاون کرنے پر وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف مبارکباد کے مستحق ہیں۔ انھوں نے جو عوام کی فلاح وبہبود کے لیے کام کیے ہیں وہ انھی کا ہی خاصہ ہے۔

حافظ عبدالوحید روپڑی سرپرست جماعت اہلحدیث پاکستان نے کہا کہ سعودی عرب اسلامی قیادت کا مستحق اور اہل ہے۔ اس لیے خادم الحرمین الشریفین کو اپنی صلاحیتیں بروئے کار لاتے ہوئے امت مسلمہ کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے اُس کا کھویا ہوا مقام واپس دلانا چاہیے۔ انھوں نے مسلمان حکمرانوں پر زور دیا کہ حالات اس بات کے متقاضی ہیں کہ وہ باہمی اختلافات کو نظر انداز کر کے اقوام متحدہ کی طرز پر ایک مسلم ممالک کا ادارہ بنائیں اور تمام اسلامی ممالک کو ایک اسلامی بلاک بنا کر ایک کرنسی رائج کرنی چاہیے۔ پروفیسر میاں عبدالمجید جنرل سیکرٹری جماعت اہلحدیث پاکستان نے کہا کہ دینی جماعتوں کو بھی اپنی ذمہ داری پوری کرتے ہوئے اپنے باہمی اختلاف کو پس پشت ڈال کر ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو لادینی قوتوں کا مقابلہ کرنا چاہیے اور اسلامی نظریاتی کونسل کی تشکیل نو کرتے ہوئے ہر مسلک کے مستند اور جید علماء کو مناسب نمائندگی دینی چاہیے۔

حافظ عبدالوہاب روپڑی ناظم الامور السیاسیہ جماعت اہلحدیث پاکستان نے کہا کہ الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے پھیلائی جانے والی بے حیائی اور عریانی کا سدباب کرنا حکومت پاکستان کے فرائض منصبی سے ہے۔ اسے کنٹرول کر کے نئی نسلوں کو تباہی سے بچایا جائے۔ انھوں نے تعلیمی اداروں میں یکساں نصاب تعلیم کو فروغ دینے کی اہمیت پر زور دیا کیونکہ نصاب تعلیم یکساں ہونے کے ساتھ طبقاتی تقسیم ختم ہو جائے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ انھوں نے حکومت پر زور دیا کہ ملکی حالات کے پیش نظر وفاق کی سطح پر امن کمیٹیاں اور جید علماء کا بورڈ تشکیل دیا جائے جو وطن عزیز سے زہریلے مواد کو تلف کرنے پر کام کریں۔ اجلاس میں مولانا جابر حسین مدنی، مولانا اوریس خلیل، شہادت طور، مولانا عبداللطیف حلیم، مولانا شاہد محمود جانباز، حافظ عبدالوحید روپڑی، مولانا سلمان شاکر، سید عبدالقادر شاہ، حافظ عابد سلمان روپڑی، محمد یونس خلیق، مولانا ساجد حکیم، مولانا بلال احمد، حافظ امتیاز احمد، قاری فیاض احمد، عبدالقدیر بٹ، مولانا غازی عباس، مولانا حاجی اللہ صمدانی، حافظ محمد طارق عزیز میر محمدی سمیت دیگر نے کثیر تعداد شرکت کی۔

[شعبہ نشر واشاعت جماعت اہلحدیث]

WEEKLY
# TANZEEM AHL-E-HADITH
CPL-104
LAHORE

سلف صالحین کے طریق کار کا علمبردار

# جامعہ اہلحدیث لاہور

**تعارف:** جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور الحمد للہ اپنے تعلیمی معیار اور قابل اساتذہ کے لحاظ سے انفرادی حیثیت کا حامل ہے۔ جس میں 28 قابل اور محنتی اساتذہ کرام تعلیمی فرائض سرانجام دینے پر مامور ہیں۔

**بانیان:** حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ، خطیب پاکستان حافظ محمد اسماعیل روپڑیؒ، رئیس المناظرین حضرت مولانا حافظ عبدالقادر روپڑیؒ (تاسیس اول: 1914ء شہر روپڑ ضلع انبالہ۔ تجدید تاسیس: 1914ء لاہور)

**شعبہ جات:** جامعہ ہذا نو شعبوں پر مشتمل ہے: (1) تحفیظ القرآن الکریم (2) درس نظامی (3) وفاق المدارس السلفیہ (4) دارالافتاء (5) تصنیف وتالیف (6) فن مناظرہ (7) دعوت والارشاد (8) کمپیوٹر لیب (9) طب اور اس کے ساتھ ساتھ ایف اے تک عصری تعلیم کا معقول بندوبست۔

**سعودی جامعات میں داخلے کے مواقع:** جامعہ اہلحدیث کے طلباء کے لیے سعودی جامعات میں حصول تعلیم کے مواقع

**وظائف:** ہر ماہ طلباء کے لیے معقول وظائف

**سالانہ اخراجات:** جامعہ کا سالانہ خرچہ جس میں طلبہ کے قیام وطعام، ادویات، صابون، اساتذہ کرام وملازمین کی تنخواہوں سمیت تقریباً 87 لاکھ سے تجاوز کر چکا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ احباب کے تعاون سے پورا ہوتا ہے۔

**تعمیری منصوبہ:** اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ احباب کے تعاون سے بیسمنٹ گراؤنڈ فلور اور فرسٹ فلور پر تدریسی ورہائشی بلاک، کچن اور ڈائننگ ہال مکمل ہو چکے ہیں جبکہ مزید دو فلور کی اشد ضرورت ہے جس کا تخمینہ تقریباً 80 لاکھ روپے ہے۔

**اپیل:** یہ تمام کام اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور احباب کے تعاون سے جاری ہیں اس لیے مخیر حضرات بڑھ چڑھ کر تعاون کا سلسلہ جاری رکھیں۔

**ترسیل زر کا پتہ:** اکاؤنٹ نمبر 7066 یونائیٹڈ بنک لمیٹڈ برانڈرتھ روڈ لاہور، پاکستان

منجانب: حافظ عبدالغفار روپڑی 0300-9476230/042-37656730